مسلسل اشاعت کا ۱۳ واں سال
ماہنامہ
لاہور
نعت
اعزاز یافتہ صحابہؓ
جنوری ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء شمارہ ۱

اعزاز یافتہ صحابہؓ

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر، اظہر محمود

قیمت ۱۵ روپے (فی شمارہ)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

مینیجر: اختر محمود

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر، جیم پرنٹرز، لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر

خطاط: منظر رقم

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید، بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸-اردو بازار-لاہور

اظہر منزل، مسجد سٹریٹ نمبر ۵، نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ

لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰ فون ۷۴۶۳۶۸۴

آئندہ شمارہ فروری ۲۰۰۰ء موجِ نور

اعزاز یافتہ صحابہ (رضی اللہ عنہم)

شہناز کوثر

فہرست

حضورِ اکرم ﷺ نے ------

دیباچہ

جن لوگوں نے حضورِ اکرم ﷺ کو ایمان کی آنکھ سے دیکھا' انھیں صحابہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ ایسا اعزاز ہے کہ امت کا بڑے سے بڑا ولی اللہ' غوث' قطب' ابدال کسی صحابی کا مقام نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ انسانوں میں انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بعد ان خوش نصیبوں کو سب سے زیادہ عظمت عطا فرمائی جو حضورِ اکرم ﷺ کی نبوت و ختمِ نبوت پر ایمان لائے' آپ ﷺ کے امتی ہوئے۔ امتیوں میں سب سے بڑا مقام صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو عطا ہوا۔ یہ وہ عظمت مآب انسان تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے اور ان کے اللہ پر راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضورِ اکرم ﷺ کو چشمِ ظاہری سے عقیدت و محبت اور ایمان کی پختگی کے ساتھ دیکھنا ایسا اعزاز ہے جو ہر صحابی کو حاصل ہے اور اس میں کوئی ان کا شریک و سہیم نہیں۔ لیکن مختلف اوقات میں حضورِ اکرم ﷺ نے مختلف صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو مزید اعزاز و اکرام سے بھی نوازا۔ کچھ صحابۂ کرام کو حضور ﷺ نے جنت کی بشارت دی' کچھ کو مختلف اوقات میں مختلف تحفے عطا فرمائے' کسی کو کسی اہم کام کے لیے منتخب فرمایا' کچھ کو ان کی قوم پر حاکم یا عامل مقرر فرمایا۔ کچھ صحابہ وہ ہیں جنھیں حضور ﷺ نے اپنی غیر حاضری میں مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کا منتظم مقرر کیا۔

پھر حضور ﷺ نے صحابہ سے محبت و شفقت کا اظہار فرمایا' کسی کو اپنا "اہلِ بیت" فرمایا' کسی کو خدمت کرنے کا شرف بخشا' کسی سے مذاق فرمایا۔ کسی کا کام خود آپ ﷺ نے کر دیا۔ کسی نے کوئی خواہش کی' حضور ﷺ نے پوری فرما دی۔ حضور ﷺ نے جن کی عیادت فرمائی' اپنی سواری پر ساتھ بٹھایا' بچپن میں گھٹی دی' نام رکھا یا تبدیل فرمایا' کنیت تبدیل فرمائی' گود میں بٹھایا' دعا دی' علاج کیا' سر پر یا چہرے یا سینے پر اپنا دستِ مبارک رکھا' تعریف فرمائی ---- ان کا ذکر بھی اعزاز کے تخصص کے حوالے سے کرنا ضروری تھا۔

مزیدہ بن جابر بصریؓ کو حضور ﷺ کے ہاتھ چومنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ سواد بن غزیہ انصاریؓ کو بدر کے لیے صف بندی کے دوران حضور ﷺ کی چھڑی لگی تو بدلے کا بہانہ کر کے

انھوں نے حضور ﷺ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا اور گردن سے لپٹ گئے۔ عمارہ بن زیاد بن سکنؓ اُحد میں زخمی ہونے کے بعد گھسٹتے ہوئے حضور ﷺ کے قدموں تک پہنچے اور ان قدموں میں جان دینے کی تمنا پوری کر لی۔ جس برتن میں ایک بار حضور ﷺ نے وضو فرمایا اور کُلّی فرمائی تھی' وہ مستعمل پانی پینے اور پیتے رہنے کی سعادت عبداللہ بن عُمیر سدوسیؓ کو حاصل ہوئی۔ مسجدِ تقویٰ (مسجدِ قبا) کی جگہ پر فوری طور پر چند پتھر رکھ کر حضور ﷺ کی نماز کے لیے جگہ بنانے کا اعزاز عمارؓ بن یاسرؓ کو نصیب ہوا تھا۔ ذوہیب بن کلیب یمنیؓ کو کذاب اسودِ عنسی نے آگ میں ڈال دیا مگر وہ صحیح سلامت رہے تھے تو حضور ﷺ نے انھیں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شبیہ فرمایا تھا۔ حنش بن عقیلؓ کو حضور ﷺ کے بچے ہوئے ستّو نصیب ہوئے' اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن ابی حبیبہؓ کو بچا ہوا پانی ملا' عبداللہ بن عباسؓ کو بچا ہوا دودھ پینے کی سعادت ملی۔

خالد بن ربیعہؓ کو ایک سریہ پر بھیجتے ہوئے حضور ﷺ نے ان کی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا' انھیں اس وقت تک کتروانا جب تک مجھ سے نہ آن ملو۔ ان کی واپسی سے پہلے حضور ﷺ اپنے خالقِ کریم کے پاس چلے گئے تو خالد نے زندگی بھر مونچھیں نہ ترشوائیں۔ عمرو بن خارجہ بن منتفق اسدیؓ نے اپنا یہ اعزاز بیان کیا کہ حضور ﷺ منیٰ میں اپنی اونٹنی پر سوار تھے' میں اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑا تھا اور اونٹنی کا لعاب میرے کندھوں پر گر رہا تھا۔

عقربہ جہنیؓ جنگِ اُحُد میں شہید ہو گئے تو ان کے بیٹے بشیر بن عقربہؓ کو تسلی دیتے ہوئے یہ اعزاز عطا فرمایا گیا کہ کیا تُو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) تیری ماں ہو جائے۔ نعیم بن عبداللہ النحامؓ کو حضور ﷺ نے گلے سے لگایا اور بوسہ دیا۔

ہند بن ابی ہالہؓ' براء بن عازبؓ' علی المرتضیٰؓ اور اُمِ معبد عاتکہ رضی اللہ عنہا کا اعزاز ہے کہ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے سراپائے مبارک کے کچھ نکات بیان کیے۔

ہمارے آقا و مولا حضورِ اکرم ﷺ نے بعض صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہا) کے حوالے سے ان کے قبیلوں کو بھی اعزازات عطا فرمائے۔ قبیلہ ازد کے بارے میں فرمایا' اس کے لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں' کسی سے میری اور ان کی ناراضی یا رضامندی مشترک ہے۔

قبیلہ عنزہ کو آپ ﷺ نے "اچھا" قرار دیا۔ یمامہ کے بنو عبید کے بارے میں فرمایا۔ یہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے اور غلاموں کو کھلاتے ہیں' اس لیے تباہ و برباد نہیں ہوں گے۔ عبد اللہ بن قیس ؓ کی درخواست پر بنی رباب کے متعلق دعا فرمائی کہ یا اللہ! ان کی مصیبت ٹال دے۔ قبیلہ اسلم اور قبیلہ غفار کی سلامتی کی دعا فرمائی۔ حضور ﷺ نے بنو بکر بن وائل کے لوگوں کو دعا دی کہ یا اللہ! ان کی شکستگی کو دور کر دے۔ ان کے ٹوٹے ہوؤں کو جوڑ دے' ان کے بے ٹھکانوں کو جگہ دے اور ان کے سائل کو رد نہ کر۔ سعد بن عبادہ ؓ کے بھتیجے سہل انصاری ؓ کے سامنے حضور ﷺ نے فرمایا' انصار کے گھروں میں بنی نجّار بہتر ہیں' پھر بنی عبد الاشہل' پھر بنی حارث بن خزرج' پھر ساعدہ کے گھر اچھے ہیں اور انصار کے ہر گھر میں خیر ہے۔ ایک بار دعا فرمائی' یا اللہ! انصار' ان کے بیٹوں اور پوتوں کو بخش دے۔

کچھ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنھم) ایسے بھی ہیں جنھیں خود ربِّ کریم (جلّ شانہٗ) نے اعزاز عطا فرمائے۔ مثلاً نام لیے بغیر ان کی خوبیاں یا اعزازات و تخصّصات قرآنِ پاک میں بیان فرما دیئے۔ حضرت زید بن حارثہ ؓ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآنِ مجید میں آیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو غسل دینے کی سعادت حضرت علی' عباس' فضل اور صالح شقران (رضی اللہ عنھم) کی قسمت میں لکھ دی اور تدفین کے اعزاز میں علی' فضل' عبد الرحمان بن عوف' عبّاس اور اُسامہ (رضی اللہ عنھم) کو شمولیت بخشی۔ قثم بن عباس بن عبد المطلب ؓ (جو حضور ﷺ کے ہم شکل تھے) کو سب سے آخر میں حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا' کیونکہ جو لوگ قبرِ اقدس میں اترے تھے' ان میں یہ بھی تھے اور یہی سب کے بعد باہر آئے۔

خداوندِ کریم جلّ شانہٗ کا ہزار ہزار شکر جس نے "اعزاز یافتہ صحابیات (رضی اللہ عنھن)" کے بعد مجھے "اعزاز یافتہ صحابہ (رضی اللہ عنھم)" کا تذکرہ مرتّب کرنے کی سعادت سے بہرہ ور کیا۔

جن کو جنّت کی بشارت دی گئی

جن صحابۂ کرام (رضی اللہ عنھم) سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور اس نے یہ اعلان بھی ضروری خیال فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے' معصوم عن الخطانہ ہونے کے باوجود' ان کے جنّتی ہونے میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جن صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کے بارے میں ہمارے سرکار' حضورِ اکرم ﷺ نے بطورِ خاص فرما دیا کہ وہ جنتی ہیں' یا جنت ان کی منتظر ہے' یا جنت ان پر واجب ہو گئی' ان کے اس اعزاز کا ذکر خاص طور پر کرنا ہمارے لیے باعثِ اعزاز ہے:

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' عبد الرحمان بن عوف' سعد بن ابی وقاص' سعید بن زید اور ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنھم) کے نام لے کر ایک ایک کے نام کے ساتھ فرمایا۔ یہ جنت میں ہیں۔

○ حضرت ابو الولید عتبہ بن عبد سلمی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے غزوہ بنو قریظہ یا بنو نضیر میں فرمایا' جو شخص اس قلعے میں ایک تیر بھی داخل کر دے گا' اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ میں نے یہ سنا تو اس قلعے میں تین تیر داخل کیے۔

○ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا خط شاہِ روم کے پاس اس معاوضے پر کون لے جائے گا کہ اسے جنت ملے۔ حضرت عبید اللہ بن عبد الخالق انصاری (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میں لے جاؤں گا۔ اگر مر جاؤں گا تو کیا میرے لیے جنت

ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ہاں! تمہارے لیے جنت ہے۔

○ ایک مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اِس حال میں مَرے گا کہ اس کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہو تو اللہ اس کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ حضرت عبداللہ بن قیس انصاری (رضی اللہ عنہ) نے سنا تو رونے لگے۔ اس پر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ جنت میں جاؤ گے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے لکھا ہے کہ یہ ایک سریّے میں شہید ہوئے۔

○ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے دونوں ہجرتیں کیں اور بدر' اُحد' خندق وغیرہ مشاہد میں شریک رہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں جنت کی بشارت دی۔

○ حضرت اسود (رضی اللہ عنہ) حبشی تھے۔ یہ اپنے ملک حبش سے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ کو صورت' رنگ اور نبوت کے اعتبار سے ہم پر فضیلت دی گئی ہے' لیکن اگر میں بھی اس چیز پر ایمان لاؤں جس پر آپ ﷺ ایمان لائے ہیں اور میں بھی ویسے ہی کام کروں جیسے آپ ﷺ کرتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ ﷺ کے ہمراہ ہوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسود (رضی اللہ عنہ) کے چہرہ کی چمک جنت میں ہزار سال کی مسافت سے معلوم ہوگی۔ یہ خبر سن کر حضرت اسود (رضی اللہ عنہ) خوشی سے رونے لگے اور روتے روتے فوت ہو گئے۔ انھیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے انھیں دفن کیا اور خود قبر میں رکھا۔

○ حضرت عمرو (رضی اللہ عنہ) بن ثابت اصیرم (رضی اللہ عنہ) کے نام سے مشہور تھے۔ یہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ اور ابن مندہ' ابو نعیم اور ابنِ اثیر کے مطابق حضور ﷺ نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی تھی۔

○ حضور ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ غزوۂ حنین کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں رات ہو گئی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے صحابہ کو فرمایا' آج رات ہماری پاسبانی کون کرے گا۔ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی کہ میں کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم سوار ہو کر اس درہ پر چلے جاؤ اور رات کی وجہ سے دھوکا نہ کھانا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے نماز پڑھنے سے پہلے فرمایا کہ کیا تمہیں اپنے سوار کی کچھ خبر ہے۔ صحابہ نے عرض کی' نہیں۔ آپ ﷺ نے نماز شروع کی۔ آپ ﷺ نماز پڑھتے جاتے اور اس درّے کی طرف دیکھتے جاتے جہاں حضرت انس (رضی اللہ عنہ) گئے تھے۔ نماز پڑھنے کے بعد فرمایا۔ خوش ہو جاؤ۔ تمہارا سوار آگیا۔ صحابہؓ نے ادھر دیکھا۔ تھوڑی دیر تک انس بن ابی مرثد (رضی اللہ عنہ) پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا' کیا تم رات کو اپنی سواری سے اترے۔ انھوں نے عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نماز اور قضائے حاجت کے علاوہ نہیں اترا۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا تم نے اپنے اوپر جنت واجب کرلی۔

○ جن افراد کو حضورِ اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی' ان میں حضرت ثابت (رضی اللہ عنہ) بن قیس بھی شامل ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک دن حضرت ثابت (رضی اللہ عنہ) کو نہ دیکھا تو فرمایا کہ کوئی ہے جو مجھے ثابت بن قیس کی خبر لادے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں خبر لادوں گا۔ اور ان کے گھر پہنچے۔ یہ سر جھکا کے پریشان بیٹھے تھے۔ پوچھنے پر کہا کہ میرا حال برا ہے کیونکہ میں نے اپنی آواز حضور ﷺ کی آواز سے بلند کردی تھی۔ اس لیے میرے اعمال حبط ہو گئے ہیں اور میں دوزخ والوں میں سے ہوں۔ جب یہ بات حضورِ اکرم ﷺ کو بتائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جاؤ اور ان سے کہو کہ تم دوزخ والوں میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہلِ جنت میں سے ہو۔

○ حضورِ اکرم ﷺ کے پاس بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو بھیجا تاکہ وہ اسلام کے بارے میں درست معلومات لائیں۔ یہ حضور ﷺ کے پاس مسجد میں پہنچے اور سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ میں ابنِ عبد المطلب کون ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میں ہوں۔ کہنے لگے کہ میں آپ ﷺ سے ایک بات پوچھوں گا۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو مجھ سے ناخوش نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں ناراض نہیں ہوں گا، تم جو چاہو پوچھو۔ کہنے لگے کہ میں آپ ﷺ کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ آپ ﷺ کو خدا نے ہمارے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ کہنے لگے کیا اس لیے کہ ہم اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اسی طرح وہ قسم دلا کر سوال کرتے جاتے اور حضور ﷺ جواب دیتے جاتے۔ آخر میں انھوں نے کلمہ پڑھا اور کہا میں ان تمام فرائض کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور آپ ﷺ نے جن باتوں سے منع فرمایا ہے اس سے پرہیز کروں گا۔ نہ اس پر زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ لوٹ گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ گیسو والا سچ کہتا ہے تو یہ جنت میں داخل ہو گا۔ حضرت ضمام بن ثعلبہ (رضی اللہ عنہ) اپنے قبیلہ میں گئے اور تبلیغ سے اپنی قوم کے تمام مرد و عورت کو مسلمان کیا۔ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی وفد ضمامؓ سے افضل نہیں سنا۔

○ حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) نے غزوۂ اُحد میں حضور ﷺ کی حفاظت کا حق ادا کر دیا تھا، انھیں ۳۹ زخم آئے تھے۔ حضور ﷺ نے انھیں "زندہ شہید" فرمایا۔ یہ بھی فرمایا کہ انھوں نے جنت کو اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ طلحہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میرے بیٹوں کے نام موسیٰ اور عمران خود حضور ﷺ نے رکھے تھے۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا، طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) اور زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) دونوں جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔

○ جب بھی حضورِ اکرم ﷺ کا گزر خاندانِ یاسر (رضی اللہ عنہ) کے قریب سے ہوتا اور انھیں اذیت دی جا رہی ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے، آلِ یاسر اصبر کرو۔ تم سے جنت کا وعدہ ہے۔

○ ایک بار حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، وہ ہیں، علی (رضی اللہ عنہ)، عمارِ یاسر (رضی اللہ عنہ) اور سلمانِ فارسی (رضی اللہ عنہ)۔

جنھیں کوئی تحفہ عطا فرمایا

عام طور پر کتبِ سِیَر میں یہی لکھا ہوا ملتا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے، صدقہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ ہدیے قبول فرمانے کا تذکرہ اس انداز میں کیا جاتا ہے جیسے حضور ﷺ کا گزارا ہدیوں ہی سے ہوتا تھا۔ اور شاید یہ تاثر اس لیے پیدا کیا گیا اور اسی مقصد کے لیے اس کی تشہیر و اشاعت پورے زور سے کی گئی کہ مولویوں، پیروں کے لیے ہدیے قبول کرنے کا جواز پیدا ہو سکے۔ یہ کہا جا سکے کہ جس طرح حضورِ اکرم ﷺ ہدیے وصول کرتے تھے اور انھیں اپنے لیے حلال اور جائز سمجھتے تھے، اسی طرح آج بھی ہدیوں پر گزران کرنا جائز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے زندگی بھر تجارت کی۔ جب دعوت و تذکیر کی ذمہ داریاں زیادہ نہیں تھیں، آپ ﷺ خود تجارت کا اپنا اور دوسروں کا سامان لے کر بھی تجارتی منڈیوں اور دوسرے ملکوں کا سفر فرماتے رہے اور اپنا سامان حسبِ دستور دوسروں کے ذریعے بھی باہر بھجواتے رہے۔ لیکن تبلیغ و اشاعتِ اسلام، تنظیمِ ریاست، سفارتی اسفار، طلایہ گردی اور غزوات وغیرہ کی مصروفیت زیادہ ہوئی تو پھر

آپ خود تجارتی سفر نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ ﷺ کا سامان بھی آپ کے شریکِ سفر حضرات کے ذریعے آتا اور جاتا رہا۔ اس موضوع پر تفصیلی بحث میری کتاب "حضور ﷺ کی معاشی زندگی" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کبھی غریب نہیں رہے، تجارت ساری عمر جاری رکھی اور بہت کچھ کمایا مگر سب کچھ غربا، مساکین اور مستحقین میں تقسیم فرمادیتے اور اپنے لیے خود اختیاری فقر کو پسند فرماتے تھے، نیز آپ جب کسی کا ہدیہ قبول فرماتے تو اس کے جواب میں اس سے بڑھ کر ہدیہ عطا فرماتے تھے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے مختلف اوقات میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو تحفے عطا فرمائے۔ کسی کو تلوار عنایت فرمائی۔ کسی کو درخت کی ٹہنی دے دی، وہی تلوار بن گئی۔ کسی کو کھجوریں لے جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ کچھ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو چادریں عطا فرمائیں۔ کچھ کو جھنڈے عنایت کیے۔ کسی کو اونٹ بخش دیے۔ کسی کو کوئی فرمان لکھ دیا، کسی کو کوئی تحریر عطا فرمائی۔ کچھ صحابہؓ کو جاگیریں اور زمین کے قطعات بخشے، کسی کو غلام عطا فرمایا۔ غرض، حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے نام لیواؤں پر انعام واکرام کی بارش جاری رکھی۔ حضور ﷺ کی سیرت اور حدیث کی کتابوں اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے سوانح حیات سے چھان پھٹک کے بعد اس سلسلے کے بعض اہم واقعات نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں:

○ حضرت زاہر بن حرام (رضی اللہ عنہ) بدوی تھے۔ جنگل کے تحفے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا کرتے۔ جب واپس جانے لگتے تو حضور ﷺ انھیں شہر کے تحفے دیا کرتے اور فرماتے، "زاہر ؓ ہمارے بدوی دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست ہیں۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ ان سے محبت فرماتے تھے۔ ایک بار حضور ﷺ نے انھیں مدینہ طیبہ کے بازار میں دیکھا تو پیچھے سے جا کر ان کی

آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ انھوں نے ہاتھ ٹٹولے تو پہچان لیے اور اپنا جسم حضور ﷺ کے جسم سے رگڑنے لگے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ چھوڑ کر انھیں گلے لگا لیا۔ پھر فرمایا، غلام بکتا ہے، کوئی خریدار ہے؟ اس پر حضرت زاہر ؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں تو بے قیمت ہوں، مجھے کون خریدے گا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، زاہر بن حرام ؓ اللہ کی نگاہ میں بہت قیمتی ہے۔

○ حضرت اوفی بن مولہ تمیمی عنبری ؓ جو قبیلہ بنی عنبر بن عمرو بن تمیم سے تھے۔ اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے کچھ بکریاں دیں اور آپ ﷺ نے مجھ سے یہ شرط کرلی کہ سب سے پہلے میں ان کا دودھ کسی مسافر کو پلاؤں گا۔ اور ساعدہ کو اور ہم میں ایک اور شخص تھا، اس کو ایک کنواں دیا جو ایک جنگل میں تھا اور موضع جابیہ دیا جو یمامہ کے قریب تھا۔ ہم سب لوگ ایک ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے ہم سب کے لیے معافیاں ایک چمڑے پر لکھوادی تھیں۔

○ حضرت حارث ؓ بن حزام کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ جب انھوں نے اپنے ہاتھ سے کیا ہوا شکار حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کیا تو حضور ﷺ نے جواب میں ان کو ایک یمنی عمامہ دیا تھا۔

○ حضرت انس بن مالک ؓ نے حضورِ اکرم ﷺ کی سات آٹھ سال (یا دس سال) خدمت کی۔ ان کے پاس حضور ﷺ کا ایک عصا تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو اُن کی وصیت کے مطابق وہ عصا ان کے پہلو اور کُرتے کے درمیان رکھ دیا گیا۔

○ حضرت عمرو بن اہتم ؓ سن ۹ ہجری میں اپنی قوم بنی تمیم کے سرداروں کے ساتھ وفد میں آئے۔ اس وقت کم سن تھے۔ حضور ﷺ نے اس وفد کے لوگوں کو انعام دیا

اور پوچھا کہ کوئی شخص تم میں باقی تو نہیں رہ گیا۔ حضرت قیس بن عاصم ؓ نے کہا کہ صرف ایک نو عمر لڑکے کے سوا کوئی نہیں ہے اور میں اسے دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ مگر حضور ﷺ نے ان کو بھی اسی قدر دیا جتنا دوسروں کو۔ ان کی کنیت ابو ربعی تھی۔ خوبصورتی کی وجہ سے لوگ ان کو مکمل کہا کرتے تھے۔

○ حضرت شمرخ بن خالد ؓ وفدِ عبدالقیس کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس آئے تو ان کے ساتھ ان کی دادی بھی تھیں۔ حضور ﷺ نے انھیں ایک چادر عطا کی، صحرا میں ایک قطعہ زمین دیا اور فرمان لکھ دیا۔

○ حضرت زبرقان بن بدر ؓ بنی تمیم کے وفد کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب نے اسلام قبول کیا۔ ان سب لوگوں کو حضورِ اکرم ﷺ نے جوائز (یعنی انعام) بھی دیئے اور اچھے جوائز دیئے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو بنی عوف کی قوم کے صدقات کا متولی کیا تھا اور یہ حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں بھی اس عہدہ پر قائم رہے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ بہت حسین تھے اور اپنے حسن کو نظر لگنے سے بچانے کے لیے نقاب استعمال کرتے تھے۔

○ حضرت مراوس بن مالک ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک گھوڑا آپ ﷺ کو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے چہرے کو تھپتھپایا، دعا دی اور فرمان لکھ دیا۔ نیز ان کے قبیلے کے صدقات کی تولیت انھیں مرحمت فرمائی۔

حضرت مروان بن مالک الداری ؓ کو حضور ﷺ نے خیبر کی پیداوار سے کچھ حصے بھی عطا فرمائے تھے۔

○ حضرت دِحیہ بن خلیفہ کلبی ؓ تمام غزوات میں حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ شریک تھے۔ کبھی کبھی حضرت جبرائیلؑ ان کی شکل میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ دِحیہ کلبی ؓ نے حضورِ اکرم

ﷺ کو دو موزے تحفہ میں دیئے تھے جن کو حضور ﷺ نے پہن لیا تھا۔ اور ایک بار آپ ﷺ کے پاس قبطی چادریں آئیں تو آپ ﷺ نے ایک چادر حضرت دِحیہ ؓ کو بھی دی تھی۔

جنھیں چادر / کوئی کپڑا عنایت کیا

○ حضرت ہمام بن زید ؓ کہتے ہیں، 'حضور ﷺ نے ہمیں سلام کو پھیلانے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے یہ جس آدمی کے پاس سے گزرتے' وہ مرد ہو' عورت ہو' جوان ہو یا بچہ' سلام ضرور کہتے۔ ہمام ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے ایک چادر اوڑھائی تھی اور ایک پیالہ عطا فرمایا تھا۔ لوگ "تبرکاً" اس پیالے میں پانی پیتے تھے اور چادر مبارک کو چھوتے تھے۔

○ حضرت عوف بن قعقاع تمیمی دارمی ؓ کہتے ہیں' میں بہت کم سن تھا' اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ ﷺ نے ہر شخص کو دو دو چادریں عطا کیں' مجھے ایک چادر عطا فرمائی۔ ہم لوگ واپس لوٹے تو لوگوں نے اپنی ایک ایک چادر بیچ دی۔ ایک چادر میں نے بھی خریدی۔ پھر میں دو چادریں پہنے ہوئے حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے دوسری چادر کے بارے میں پوچھ کر فرمایا' افسوس' اس شخص پر' جس نے رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی چیز ضائع کردی۔ حضرت عوف ؓ کہتے ہیں' مجھے فرمایا کہ تمہی اس کے مستحق تھے۔

○ حضرت کعب ابنِ زُہیر ؓ نے حضور ﷺ کی شان میں قصیدہ کہا اور بارگاہ میں حاضر ہو کر سنایا۔ آپ ﷺ نے انھیں ایک چادر عنایت فرمادی جو ابنِ اثیر کے مطابق 'اب تک شاہانِ اسلام کے پاس ہے۔

○ حضور ﷺ نے حضرت حارث بن حزام ؓ کے ہدیے کے جواب میں انھیں

ایک عدنی عمامہ عطا فرمایا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن ابی عقرب ؓ کو کچھ عہدوں پر مقرر کیا۔ وہ کہتے ہیں، میں نے اس دوران میں صرف دو کپڑے لیے اور یہ دونوں کپڑے اپنے غلام کیسان کو دے دیے۔

○ حضرت عمرو بن بداح قیسی ؓ بنو عبد القیس کے وفد میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے انھیں ایک چادر عنایت فرمائی اور جنگل میں ایک کنواں بھی عطا فرمایا تھا۔

○ حضرت ضرار بن قعقاع ؓ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے والد اور دوسرے بہت سے افراد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں گیا تو انھوں نے ہم میں سے ہر شخص کو دو، دو چادریں دینے کا حکم دیا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عامر بن حُذَیفہ (رضی اللہ عنہ) کو ایک چادر بھیجی تھی جو ان کے پاس موجود رہی۔ ان کی کنیت ابو عبید تھی۔

○ حضرت شمرخ بن خالد ؓ وفدِ عبد القیس میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں ایک چادر عطا فرمائی اور صحرا میں ایک قطعۂ زمین بھی مرحمت کیا۔

جنھیں تلوار عطا فرمائی

○ حضرت عُکاشہ بن محصن اسدی ؓ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں ایک لکڑی پکڑا دی۔ وہ اسی وقت ان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی۔ تیز، باڑھ دار اور صاف لوہے کی تلوار۔ یہ پھر اسی تلوار سے کافروں کو واصلِ جہنم کرتے رہے۔

○ غزوۂ احد میں حضرت عبد اللہ ابن جحش ؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو عرجون یعنی خرمہ کے درخت کی ایک شاخ (کھجور کی ایک ٹہنی) دے دی۔ ان کے ہاتھ میں آتے ہی وہ تلوار ہو گئی۔ اسی دن سے وہ عرجون کے لقب سے مشہور ہوئے۔

○ حضرت عُمیر بن ابی وقاص ؓ نے بدر کی جنگ میں شرکت چاہی۔ ان کی عمر سولہ برس تھی۔ حضور ﷺ نے پہلے تو اجازت نہ دی لیکن پھر اجازت عطا فرما دی تو دیکھا کہ ان کے پاس جو تلوار ہے، وہ لمبی ہے چنانچہ حضور ﷺ نے انھیں اپنی تلوار عطا فرما دی۔ یہ اسی غزوے میں شہید ہوئے۔

○ حضرت عقبہ بن عبد ؓ کو بھی حضورِ اکرم ﷺ نے ایک چھوٹی سی تلوار عنایت کی تھی۔

○ حضرت ارقم بن ابی ارقم ؓ کو حضور ﷺ نے بدر کے مالِ غنیمت سے ایک تلوار عنایت فرمائی تھی۔ اور ایک بار صدقات وصول کرنے کے لیے بھی مقرر فرمایا تھا۔

جنھیں کھجوریں عطا فرمائیں/جانور عطا فرمائے

○ طبری کہتے ہیں کہ یزید بن قیس بن خارجہ تمیمی الداری ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تو آپ ﷺ نے انھیں، ان کے ساتھیوں تمیم، نعیم اور بعض دوسرے لوگوں کے لیے خیبر کے خراج سے سو وسق کھجوریں عطا فرمائیں۔

○ حضرت وکین (رضی اللہ عنہ) بن سعید مزنی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم چار سو چالیس سوار حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں گئے۔ ہم لوگ آپ ﷺ سے کھانے کی چیزیں مانگنے کے لیے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ جاؤ ان کو دے دو۔ حضرت عمرؓ ہمیں ایک کوٹھے پر لے گئے اور دروازہ

کھول کر لینے کے لیے کہا۔ حضرت وکین (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اس کوٹھے میں چھوہارے بھرے ہوئے تھے۔ جیسے کوئی چیز تہ بہ تہ جمائی گئی ہو۔ سب لوگوں نے اپنی ضرورت کے مطابق جس قدر چاہا' لے لیا۔ آخر میں حضرت وکین (رضی اللہ عنہ) گئے۔ کہتے ہیں کہ اس کوٹھے میں چھوہارے اسی طرح بھرے ہوئے تھے جیسا ان میں سے ایک چھوہارا ابھی کم نہ ہوا تھا۔

○ حضرت عبداللہ بن الارقم (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے منشی تھے۔ بعد میں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے بھی منشی رہے۔ ان کو حضور ﷺ نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے پچاس وسق دیئے تھے۔ حضور ﷺ کو ان کی امانت اور دیانت پر بہت وثوق تھا۔ جب حضور ﷺ کسی بادشاہ کے پاس کوئی خط لکھوا کر روانہ فرماتے تو انھی سے فرماتے کہ مُہر لگادو۔

○ حضرت حکم بن حزن (رضی اللہ عنہ) بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم سات یا نو آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ہمیں اندر آنے کی اجازت دی۔ ہم نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے لیے دعائے خیر فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ہمارے لیے دعائے خیر فرمائی۔ اور ہمیں کچھ چھوہارے دیئے۔ ہم لوگ کچھ دن وہاں رہے۔

○ حضرت مکنف الحارثی کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے خیبر کے موقع پر حضرت محیصہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو تیس وسق کھجور اور تیس وسق جَو عنایت فرمائے تھے۔

○ حضرت ربیع جرمی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضور ﷺ کے پاس گئے تو حضور ﷺ نے ہمیں کچھ اونٹ دینے کا حکم دیا اور میرے والد سے

فرمایا کہ تم اپنے بیٹوں سے کہو کہ اپنے ناخن ترشوا ڈالیں تاکہ جب وہ مویشیوں کا دودھ دوہیں تو وہ زخمی نہ ہوں۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

○ حضرت ذہین بن فرظم (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ چونکہ بہت دور دراز سے آئے تھے اس لیے حضور ﷺ نے ان کی بہت خاطر کی۔ جب یہ جانے لگے تو آپ ﷺ نے ان کو سواری دی اور ایک تحریر بھی دی۔ یہ تحریر ان کے خاندان میں رہی۔ ان کا ذکر ابو موسیٰ نے کیا ہے۔

○ حضرت ربیع بن قارب عبسی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ جب وہ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں وفد بن کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کا نام ربیع رکھا۔ ان کو ایک چادر دی اور ایک اونٹنی سواری کے لیے دی۔

○ حضرت مخرمہ بن نوفل (رضی اللہ عنہ) فتحِ مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ یہ علم الانساب کے ماہر تھے۔ غزوۂ حنین میں حضور ﷺ نے انھیں پچاس اونٹ دیئے تھے۔

○ حضرت معاویہ بن ثور (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے بشیرؓ کے سر پر حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور انھیں سات بکریاں عطا کیں۔

○ حضور ﷺ نے حضرت نضیر بن حارث بن علقمہ قریش العبدری (رضی اللہ عنہ) اپنے بھائی نضر اور دیگر رشتہ داروں کے برخلاف اسلام لائے اور اسی پر فوت ہوئے۔ حضور ﷺ نے حنین کے موقع پر انھیں ایک سو اونٹ عطا فرمائے۔ ایک آدمی نے انھیں اطلاع دی تو کہا کہ میں نے کسی لالچ کے لیے تو اسلام قبول نہیں کیا' اس لیے میں یہ اونٹ نہیں لوں گا۔ جب احساس دلایا گیا کہ یہ تو حضور ﷺ کا عطیہ ہے تو بعد شکر قبول کر لیے اور دس اونٹ خوشخبری سنانے والے کو دے دیئے۔

جنھیں جھنڈا عطا فرمایا

○ حضرت ساریہ بن اوفی (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو

آپ ﷺ نے انھیں عَلَم دے کر بنی مرہ کی طرف بھیجا۔ یہ بنی مرہ گئے اور انھیں اسلام کی دعوت دی۔ بنی مرہ کے علاوہ گردونواح سے قبیلہ قیس کے لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا اور یہ ایک ہزار مسلمانوں کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے ایک بار ایک لشکر روانہ فرمایا تو اس کا سفید جھنڈا حضرت عبداللہ بن مالک بن معتمر (رضی اللہ عنہ) (جو قبیلہ بنی ثعلبہ سے تھے) کو عنایت فرمایا۔ اس لشکر کے ایک جانب کے افسر یہی تھے۔

○ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو ثابت تھی۔ یہ بعض غزوات میں حضور ﷺ کا جھنڈا اٹھانے والے تھے۔ انھوں نے حضور ﷺ کی سرکردگی میں حج کا ارادہ کیا۔ اپنے سر میں ایک جانب کنگھی کر چکے تھے کہ ان کے غلام نے بتایا کہ حضور ﷺ تیار ہیں تو انھوں نے سر کے دوسری جانب کنگھی نہیں کی، چل پڑے۔ فتح مکہ کے موقع پر انصار کا جھنڈا ان کے والد سے لے کر حضور ﷺ نے انھیں سونپ دیا تھا۔

○ غزوۂ تبوک میں بنی مالک اور بنی نجّار کا جھنڈا حضرت عمارہ بن حزم (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان سے جھنڈا لے کر حضرت زید (رضی اللہ عنہ) بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ حضرت عمارہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ ﷺ کے پاس میری کوئی شکایت پہنچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”نہیں مگر قرآن کو ہر چیز پر تقدُّم ہے اور حضرت زید (رضی اللہ عنہ) تم سے زیادہ قرآن جانتے ہیں۔

○ حضرت زمل (رضی اللہ عنہ) بن عمرو حضورِ اکرم ﷺ کے پاس وفد میں آئے اور اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ نے ان کو ایک جھنڈا عنایت فرمایا اور ایک خط بھی

دیا۔ یہ جھنڈا ان کے پاس رہا۔

○ حضرت خزاعی بن عبد نہم (رضی اللہ عنہ) قبیلہ مزینہ کے ایک بت کے درمیان تھے۔ انھوں نے وہ بت توڑا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر اپنے تمام قبیلہ کی طرف سے بیعت کی۔ اس وقت ان کے ہمراہ ان کے قبیلہ کے دس افراد آئے تھے۔ بعد میں قبیلہ مزینہ کے سب افراد مسلمان ہو گئے۔ فتح مکہ کے دن حضورِ اکرم ﷺ نے قبیلہ مزینہ کا جھنڈا ان کو دیا۔ اس وقت قبیلہ کے ایک ہزار آدمی موجود تھے۔ ابو موسیٰ نے لکھا ہے کہ حضرت خزاعی (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کے مالِ غنیمت پر قبضہ کے لیے مامور تھے۔

○ ابنِ اثیر حضرت دومی بن قیس (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی خدمت میں وفد بن کر حاضر ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو ایک جھنڈا دیا تھا اور قبیلہ کلب کے جتنے لوگوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی تھی، ان سب پر ان کو سردار بنا دیا تھا۔

○ غزوہ تبوک میں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اپنا بڑا جھنڈا عنایت فرمایا تھا۔ اور خیبر کے دن ان کو حضور ﷺ نے سو وسق عنایت فرمائے تھے۔

○ ایک بار حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مالک بن معتمر (رضی اللہ عنہ) کو سفید جھنڈا دیا۔ یہ اس لشکر کے ایک جانب کے افسر تھے۔

○ حضرت ربیعہ بن سکین (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو رویحہ تھی۔ یہ اہلِ فلسطین سے تھے۔ ان کے بیٹے عبدالجبار کہتے ہیں کہ مَیں حضورِ اکرم ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے مجھے ایک سفید جھنڈا باندھ کر دیا تھا۔

○ حضرت عمرو ابن سبیع رہاوی (رضی اللہ عنہ) سن ایک ہجری میں وفد کی صورت میں

حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایمان لائے تو حضور ﷺ نے ان کے لیے ایک جھنڈا بنوادیا تھا۔ یہ جھنڈا انھوں نے زندگی کے مختلف مراحل میں اپنے ساتھ رکھا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے جو جھنڈے بنی کعب کے لیے باندھ دیئے تھے، انھیں حضرت عمرو ابن سالم بن حضیر (رضی اللہ عنہ) اٹھاتے تھے۔ یہ شاعر تھے۔

جن کو زمین عطا کی

○ حضرت مجاعہ بن مرارہ بن سلمیٰ (رضی اللہ عنہ) اور ان کے والد حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انھیں عورہ، عوانہ اور الجبل کے علاقے بطورِ جاگیر عطا فرمائے اور فرمان لکھ کر دیا۔ جس میں تحریر تھا۔ "محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے مجاعہ بن مرارہ سلمی کو میں نے عورہ عطا کیا۔ پس، اگر کوئی شخص اس بارے میں ان سے نزاع کرے تو مجھے اطلاع دیں"۔

○ حضرت قرط بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ کے دندانِ مبارک کے بارے میں فرمایا کہ بہت روشن تھے۔ حضرت قرط (رضی اللہ عنہ) کو حضور ﷺ نے حضر موت میں کچھ زمین عطا کی تھی۔

○ وفدِ عبدالقیس کے ساتھ حضرت شمرخ بن خالد (رضی اللہ عنہ) اور ان کی دادی بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انھیں ایک قطعۂ زمین اور فرمانِ ملکیت عطا فرمایا۔ اور ایک چادر بھی عنایت کی۔

○ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے ہمدانیوں کو بنو مراد کے ہاتھوں بڑا نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ جب فروہ بن مسیک (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنگِ روم میں تمھاری قوم کو

بڑا نقصان پہنچا تھا مگر اسلام قبول کرنے سے اسے فائدہ ہی پہنچا ہے۔ چنانچہ مراد اور زبید کے علاقے حضور ﷺ نے ان کے حوالے کردیئے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت نضلہ بن عمرو غفاری (رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں صفراء میں کچھ زمین بطورِ جاگیر عطا فرمائی۔

○ حضرت نمط بن قیس بن مالک الہمدانی ارحبی (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ آپ ﷺ نے انھیں یمن میں ایک جاگیر عطا فرمائی جو ایک عرصے تک ان کے خاندان میں رہی۔

○ حضرت سلمہ (رضی اللہ عنہ) بن مالک سلمی کو حضورِ اکرم ﷺ نے جاگیر دی اور ان کو ایک تحریر بھی لکھ کر دی۔

○ سریّہ زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) میں فرات بن حیان قید ہو کر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ فرات نے اپنے انصاری حلیف سے کہا، "میں مسلمان ہو گیا ہوں۔" حضور ﷺ نے ان کو رہا کر دیا۔ یہ مدینہ ہی میں رہنے لگے، جہاد میں شریک ہوتے رہے۔ حضور ﷺ کی نگاہِ مبارک میں ان کی حیثیت تھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان کو یمامہ میں زمین کا ایک ٹکڑا بھی عنایت کیا۔

○ حضرت سبنر (رضی اللہ عنہ) ابراشی حضرت عمرو بن حسان کے حلیف تھے۔ ان کے ہمراہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت عمرو بن حسان نے عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سبز (رضی اللہ عنہ) ابراشی کو جاگیر عنایت کردیں کیونکہ یہ غریب آدمی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا دوں۔ حضرت عمرو بن حسان نے جواب دیا کہ دونوں جنگل کبر اور ذات اذداک کے، عنایت کردیں۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا اور کھجور کی شاخ پر فرمان لکھ دیا۔ ان کا ذکر ابو موسیٰ نے کیا ہے۔

○ حضرت حمیم (رضی اللہ عنہ) بن اوس پہلے آدمی ہیں جنھوں نے مسجدِ نبوی

ﷺ میں چراغ روشن کیے تھے۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ انھوں نے فلسطین میں قیام کیا تھا کیونکہ حضور ﷺ نے انھیں فلسطین میں مقام عینون معافی میں دیا تھا اور ایک تحریر انھیں لکھ دی تھی۔ یہ مقام اب تک بیت المقدس کے پاس مشہور ہے۔ یہ ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے تھے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ہلال بن سعد (رضی اللہ عنہ) کی خواہش پر وادی سلبہ ان کی تحویل میں دے دی۔

○ حضرت نعیم بن اوس (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ سے جاگیر کا سوال دیا اور آپ ﷺ نے عطا فرمادی۔

○ حضرت ظبیان بن کداوہ (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے ان کو ایک ٹکڑا زمین معافی میں دے دی۔

○ حضرت جمیل بن ردام (رضی اللہ عنہ) عذری (رضی اللہ عنہ) کو حضورِ اکرم ﷺ نے مقام رداء معافی میں دیا تھا۔ حضرت عمرو بن حزم نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جمیل بن ردام کو اس سلسلے میں ایک تحریر بھی دی تھی جس کو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے لکھا تھا۔ اس کا ذکر ابن مندہ اور ابو نعیم نے کیا ہے۔

○ حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) بن نعمان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب وہ قبیلہ عذرہ کا صدقہ لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں وادی قریٰ میں اتنی زمین معافی میں دی تھی جس میں وہ تیر اندازی کر سکیں اور ان کا گھوڑا دوڑ سکے۔

○ حضرت وائل بن حجر حضرمیؓ کو حضورِ اکرم ﷺ نے حضر موت میں جاگیر عطا فرمائی۔

جنھیں تحریر عطا فرمائی

○ حضرت رزین بن انس (رضی اللہ عنہ) کا شمار بصرہ کے اعراب میں ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا تو میں حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں گیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارا ایک کنواں ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں آس پاس کے لوگ اس پر قبضہ نہ کرلیں۔ حضور ﷺ نے ایک تحریر لکھ کر مجھے دی جس میں لکھا تھا کہ یہ لوگ اپنے کنویں کے مالک ہیں بشرطیکہ یہ سچے ہوں اور یہ لوگ اپنے گھر کے مالک ہیں بشرطیکہ یہ سچے ہوں۔ حضرت رزین (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ پھر مدینہ کے جس قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا اُس نے یہی فیصلہ کیا۔

○ حضرت ضمرہ بن ابی ضمرہ (رضی اللہ عنہ) کی والدہ کو حضورِ اکرم ﷺ نے روتے دیکھا تو رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ انھوں نے بتایا کہ ان کے بیٹے کو مالک نے بیچ ڈالا ہے اور مجھے رکھ لیا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ماں اور بچہ میں تفریق نہ کی جائے اور اس شخص کو بلایا جس کے پاس ضمرہ تھے اور ضمرہ کو خرید لیا۔ انھیں ایک تحریر دی جس میں لکھا تھا کہ یہ تحریر محمد ﷺ کی طرف سے بنی ضمرہ کے لیے ہے۔ اور بنی ضمرہ اور ان کے گھر والوں کو لکھا جاتا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا ہے۔ یہ عرب کے خاندان سے ہیں۔ اگر چاہیں تو رسولِ خدا ﷺ کے پاس رہیں اور چاہیں تو اپنے گھر لوٹ جائیں۔ ان کو ناحق نہ چھیڑا جائے۔ جو مسلمان ان کو ملے تو ان کے ساتھ نیک سلوک کرے۔

○ حضرت طیب بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم چھ افراد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں تمیم بن اوس، نعیم بن اوس، یزید بن قیس اور ابو ہند بن عبداللہ، طیب بن عبداللہ جن کا نام حضور ﷺ نے عبدالرحمن رکھ دیا اور

وفا بن نعمان شامل تھے۔ ہم سب نے اسلام قبول کیا اور عرض کی کہ آپ ہم لوگوں کے لیے ملکِ شام کی زمین کا کوئی حصہ مرحمت فرمائیں۔ اس درخواست کو قبول فرما کر حضور ﷺ نے انھیں زمین دی اور لکھ کر بھی دیا۔

○ حضرت زُرارہ بن قیس (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ جب یہ مسلمان ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو ایک تحریر دی اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ ابو موسیٰ نے ان کا طویل ذکر کیا ہے۔

○ حضرت خُزیمہ بن عاصم بن قطن (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم کے اسلام کی خبر لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا جس کی برکت سے مرتے دم تک نوجوان رہے۔ ایک تحریر بھی لکھ کر دی جس میں اپنے جانشین کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنے کی وصیت کی اور حضور ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے صدقات پر مقرر فرمایا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور ابن کلبی نے ان کا نسب بھی بیان کیا ہے۔

○ ابن مندہ حضرت شعبل بن احمر (رضی اللہ عنہ) کے والد کے ذکر میں کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو تحریر لکھ کر دی تھی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

○ ابو عمر کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غزوہ تبوک سے لوٹے تو حضرت ضمام بن زید (رضی اللہ عنہ) وفد بن کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے اور اسلام قبول کیا، حضور ﷺ نے ان کو ایک تحریر بھی لکھ کر دی تھی۔

○ حضرت سریع بن حکم سعدی (رضی اللہ عنہ) قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تمیم کے وفد کے ہمراہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور آپ ﷺ نے ان کو ایک خط لکھ کر دیا تھا۔

○ ابو موسیٰ نے لکھا ہے کہ حضرت رافع قرظی (رضی اللہ عنہ) بنی قریظہ سے تعلق رکھتے

تھے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں ایک تحریر لکھ کر دی کہ ان کو کوئی شخص ضرر نہ پہنچائے سوائے اس کے کہ یہ خود اپنے آپ کو ضرر پہنچالیں۔

○ ابو عبداللہ بن ماعز (رضی اللہ عنہ) بصری تھے۔ یہ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا کہ ماعز اپنے قبیلے کے بعد مسلمان ہو گیا ہے، اسے کوئی نہ ستائے۔

○ حضرت مطرف بن خالد (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا۔

○ حضرت معبد الجذامی طبرانی کہتے ہیں کہ حضرت رفاعہ بن زید الجذامی (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا جس میں لکھا تھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ (ﷺ) نے رفاعہ بن زید کو یہ فرمان دے کر اسے قوم کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو ان میں شامل ہیں، بھیجا ہے۔ یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ وہ انھیں خدا اور رسول ﷺ کی طرف بلائیں۔ جو ایمان لے آیا وہ خدائی گروہ میں شامل ہو گیا اور جس نے انکار کیا اسے صرف دو ماہ کی مہلت دی جاتی ہے"۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

○ اُمُّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے حضور ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو دایہ کی خدمت حضرت سلمیٰ (رضی اللہ عنہا) نے انجام دی جو حضور ﷺ کی خادمہ تھیں۔ انھوں نے اپنے خاوند حضرت ابو رافع (رضی اللہ عنہ) کو یہ خوشخبری حضور ﷺ تک پہنچانے کے لیے بھیجا جو خود بھی حضورِ اکرم ﷺ کے غلام تھے۔ جب یہ خبر آپ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے حضرت ابو رافع (رضی اللہ عنہ) کو ایک غلام عطا فرمایا۔

جنھیں کوئی اہم کام سونپا

محبتِ رسول ﷺ ایمان کی بنیاد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جو اپنے ماں باپ، اولاد اور دنیا کی عزیز سے عزیز ہستی سے بھی زیادہ مجھے محبت کا مرکز نہ بنائے۔ اور صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین) تو امت کے تمام مومنوں سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان سے بڑا مومن تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ محبتِ رسول ﷺ کے جو انداز انھوں نے اپنائے، وہ کسی اور کے نصیب میں کہاں۔ محبتِ رسول ﷺ کے جو معیار انھوں نے قائم کیے، ان کی تقلید کی خواہش رکھنے والا ہی مومنین میں سے سرکردہ کیوں نہ ہو۔

صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کون ایسا ہو سکتا ہے جو حضورِ اکرم ﷺ کے حکم کی بجا آوری میں تساہل سے کام لے۔ ہر صحابی (رضی اللہ عنہ) چاہتا ہو گا کہ حضور ﷺ اسے کوئی حکم دیں اور وہ تعمیل میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔ ایسے میں جن صحابہ کو حضور ﷺ نے کسی کام کے قابل سمجھا، انھیں کوئی اہم کام سونپا، ان سے کوئی خدمت لینا چاہی۔ دین کے لیے، تبلیغ کی خاطر یا اپنی ذات کے لیے، ـــــ جنھیں حضور ﷺ نے کوئی اہم مہم سونپی، جنھیں اپنا قاصد بنایا، جنھیں اپنا وکیل مقرر فرمایا، جنھیں دعوت و تبلیغ کے لیے منتخب فرمایا۔ جنھیں اپنے جانوروں کی رکھوالی کا اعزاز بخشا، جنھیں خبر رسانی کی ڈیوٹی پر متعین فرمایا، جن سے اشعار سنے، جنھیں اپنے لیے منبر بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی، جنھیں کسی دشمنِ اسلام کے قتل پر مامور فرمایا، جنھیں کتابت کے کام پر مامور کیا، جنھیں اذان دینے کی خدمت سونپی، جنھوں نے حضور ﷺ کی حجامت بنانے کی عزت پائی۔ یہ سب ایسے عظیم المرتبت لوگ تھے کہ ان کا ذکر کرنے والے بھی باعزت ہو جاتے ہیں:

○ بنو لحیان نے جن دس صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو تبلیغ کے لیے بلا کر شہید کر دیا تھا، ان میں سے حضرت خُبیب (رضی اللہ عنہ) کی نعش مبارک کو سولی پر لٹکا دیا تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓو بن اُمیّہ ضمیری (رضی اللہ عنہ) کو تنہا اس مہم پر روانہ فرمایا کہ وہ حضرت خبیب (رضی اللہ عنہ) کی نعش صلیب سے اتار لائیں۔ انھی حضرت عمرو (رضی اللہ عنہ) کو حضور ﷺ نے نجاشی (شاہ حبشہ) کے ہاں اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا جہاں حضرت ام حبیبہ بنتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ ہوا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ نجاشی کو اسلام کا پیغام بھی انھی کے ہاتھ بھیجا گیا تھا۔ غرض، حضور ﷺ انھیں اکثر کاموں پر متعین فرماتے تھے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ کے پاس ایک اونٹنی لائی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کا دودھ کون دوہے گا۔ ایک صاحب کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے نام پوچھا تو "مرہ" بتایا۔ دوسرے سے نام پوچھا تو "جمرہ" تھا۔ حضور ﷺ نے دونوں کو بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ پھر یعیش بن ملحقہ رغفاری شامی (رضی اللہ عنہ) اٹھے۔ حضور ﷺ نے نام پوچھا تو انھیں اونٹنی دوہنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

○ حضرت عمرو بن فغواء خزاعی (رضی اللہ عنہ) کو حضورِ اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد کچھ مال دے کر حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیجا، تاکہ یہ مال مکّے کے قریشیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

○ حضرت مسعود بن وائل (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے پاس آئے، مسلمان ہوئے اور قابلِ قدر کام کیے۔ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ میری قوم کی طرف کسی آدمی کو روانہ فرمائیں، جو اُن میں اسلام کی تبلیغ کرے۔ حضور ﷺ نے ایک فرمان لکھ کر تبلیغ کے لیے انھی کو روانہ فرمایا۔

○ ذکوان بن جُندب بن کعب (رضی اللہ عنہ) کا شمار اہلِ مدینہ میں ہوتا تھا۔ یہ قریش سے بچ کے نکل آئے تھے اس لیے حضور ﷺ نے ان کا نام ناجیہ رکھ دیا۔ یہ حضور ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے رکھوالے تھے۔

○ حضرت عبداللہ ذوالبجادین (رضی اللہ عنہ) جب حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو ان کے بدن پر صرف ایک چادر تھی جس کو دو حصوں میں کر کے انھوں نے اوڑھ رکھا تھا۔ کیونکہ ان کے قبیلہ والوں نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں ان کے کپڑے اتروا لیے تھے۔ جب حضور ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا نام عبدالعُزّٰی نہیں، عبداللہ ہے اور تم میرے دروازے پر رہا کرو۔ یہ فوت ہوئے تو حضور ﷺ ان کی قبر میں اترے، ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان کی نعش حضور ﷺ کو پکڑائی اور آپ ﷺ نے ان کی نعش کو قبلہ کی جانب لے کر لحد میں رکھ دیا۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تھا کہ واللہ! میں نے یہ تمنا کی تھی کہ کاش اس قبر میں، مَیں ہوتا۔

○ حضرت عامر بن ساعدہ (رضی اللہ عنہ) اپنی کنیت ابو خیثمہ سے زیادہ مشہور ہیں۔ انھیں حضورِ اکرم ﷺ نے خیبر بھیجا تھا تاکہ یہ درختوں پر چھوہاروں کا اندازہ لگا آئیں۔ حضور ﷺ نے خیبر کے مالِ غنیمت میں ان کے دو حصے دیئے تھے۔ ایک حصہ ان کا اور ایک ان کے گھوڑے کا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے غزوۂ خیبر جانے کے سفر میں حضرت عامر بن اکوع (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا اے ابنِ اکوع! اترو اور ہمیں کچھ اپنے اشعار سناؤ۔ چنانچہ عامر اترے اور انھوں نے حضور ﷺ کی شان میں اشعار پڑھے۔ اشعار سن کر حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ تمہارا رب تم پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر فرمایا کہ واللہ اب تم پر گویا رحمت واجب ہو گئی۔ کاش اے ابنِ اکوع تم ہمیں بھی اس رحمت سے کچھ حصہ

دے دیتے۔ حضرت عامر (رضی اللہ عنہ) غزوہ خیبر میں اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے اشعار سن کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ حضرت عامرؓ کے بھائی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! لوگ تو ان پر رحمت بھیجنے کو بُرا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خود اپنے ہتھیار سے مر گئے، اس لیے حرام موت مرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ جہاد کرنے کی حالت میں مرے ہیں۔ وہ جاہد اور مجاہد ہو کر مرے ہیں، ان کے لیے دو ثواب ہیں۔

○ حضرت ابراہیم بن نجار (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے لیے منبر بنایا۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک چھوہارے کے ستون سے تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور قاصد بھی آپ کے پاس آتے رہتے ہیں اس لیے آپ کوئی ایسی چیز بنوا لیں کہ جس پر آپ بیٹھا کریں۔ آپ ﷺ نے یہ تجویز دینے والے کا نام پوچھا۔ اس نے نام بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اس کام کے لیے نہیں ہو۔ پھر دوسرے شخص کو بلوایا اور اس سے بھی ایسی ہی گفتگو کی۔ پھر تیسرے شخص کو بلوایا اور اس سے بھی نام پوچھا۔ اس نے اپنا نام ابراہیم بتایا تو آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ تم منبر بناؤ۔ چنانچہ وہ منبر بنا کر لائے اور حضور ﷺ اس منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اس طرح حضرت ابراہیم بن نجار کو حضور ﷺ نے یہ اعزاز بخشا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے منبر بنائیں۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حنین میں حضرت قعقاع (رضی اللہ عنہ) کو خبر لانے پر متعین کیا تھا۔ انھوں نے عوف بن مالک (ہوازن کے سردار) کو دیکھا کہ اس نے اپنے ساتھ والوں کو جمع کر کے لڑائی کے لئے تیار کیا ہے۔ ۔۔۔ اور یہ اطلاع حضور ﷺ

تک پہنچائی۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت مونس بن فضالہ بن عدی (رضی اللہ عنہ) کو غزوہ احد کے ایک دن پہلے، لشکر مشرکین کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا۔

○ مالک بن حسیل کی اولاد میں سے حضرت عبداللہ بن نہلیک (رضی اللہ عنہ) کو حضورِ اکرم ﷺ نے قبیلہ بنی معیض اور محارب بن فہر کے پاس بھیجا تھا کہ انھیں اسلام کی دعوت دیں۔

○ ابن کلبی نے کہا ہے کہ عبدالرحمان بن ہذیل بن ورقا خزاعی (رضی اللہ عنہ) اور ان کے بھائی عبداللہ (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کے قاصد بن کر یمن کی طرف گئے تھے۔

○ حضور ﷺ نے خیبر سے حضرت عمرو ابن طفیل (رضی اللہ عنہ) کو ان کی قوم کے پاس بھیجا کہ ان سے مدد لیں۔ انھوں نے عرض کیا، یا رسولُ اللہ ﷺ! جب لڑائی کا وقت آگیا ہے تو آپ ﷺ مجھے یہاں سے ہٹا رہے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ رسولُ اللہ ﷺ کے رسول بنو۔

○ حضرت عمرو بن عبد نہم اسلمی (رضی اللہ عنہ) حُدَیبیہ میں حضورِ اکرم ﷺ کو راستہ بتاتے جاتے تھے۔ یہ ثنیۃ الحنظل پر جاکر ٹھہر گئے۔ اس پر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ثنیہ کی مثال اس دروازے کی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ اس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے جاؤ۔ چنانچہ جو شخص آج راتوں رات اس ثنیہ سے باہر نکل جائے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

○ حضرت زید (رضی اللہ عنہ) بن ثابت حضورِ اکرم ﷺ کے کاتبین میں شامل تھے اور وحی وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ

عنہ) بھی کاتب تھے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ کے پاس سریانی زبان میں خطوط آیا کرتے تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت کو سریانی زبان سیکھنے کے لیے فرمایا۔ اور انھوں نے حکمِ نبوی ﷺ پر عمل کیا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ کے پاس حضرت مرثد بن ظبیان السدوسی (رضی اللہ عنہ) آئے تو آپ ﷺ نے انھیں بنوبکر بن وائل کی طرف ایک خط دے کر بھیجا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلے میں کوئی پڑھنے والا نہیں تھا۔ آخر بنو ضبیعہ کے ایک شخص نے اس خط کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا کہ "محمد رسول اللہ ﷺ سے بکر بن وائل کے نام، اسلام لاؤ اور محفوظ رہو"۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن عائذ (رضی اللہ عنہ) کو مسجدِ قبا کا موذن بنایا۔ اس عہدے پر وہ تا زندگی فائز رہے۔

○ حضرت عمرو بن ابی عقربؓ کو حضورِ اکرم ﷺ نے کچھ عہدوں پر مقرر فرمایا۔

○ حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی (رضی اللہ عنہ) غزوہ خیبر کے بعد حبشہ سے مدینہ پہنچے تھے۔ حضور ﷺ کی مُہران کے پاس ہوتی تھی۔

○ حضرت مغیث (رضی اللہ عنہ) الغنوی کو حضور ﷺ نے بعض مہمات کے سلسلے میں روانہ فرمایا تھا۔

○ حضرت عبداللہ بن زمعہ (رضی اللہ عنہ) ام المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ یہ قریش کے سرداروں میں سے تھے اور حضورِ اکرم ﷺ کے دربان تھے۔ لوگوں کو یہ آپ ﷺ سے اجازت لا دیا کرتے تھے۔

○ حضرت خراش بن امیہ (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے حدیبیہ کے دن حضورِ اکرم ﷺ کا سر مونڈا تھا۔ ہشام قلبی نے ان کا نسب یوں لکھا ہے:

خراش بن امیہ بن بیعہ بن فضل۔ ابو مندہ اور ابو نعیم کے مطابق یہ حدیبیہ‘ خیبر اور بعد کے تمام غزوات میں حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔

جنھیں حاکم مقرر فرمایا

حضورِ اکرم ﷺ خداوندِ کریم کی طرف سے مامور و مبعوث تھے‘ اس لیے جو حکم آپ ﷺ دیتے تھے‘ وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اگر کسی قبیلے کے لیے کسی شخص کو حاکم یا سردار نامزد فرماتے تھے تو اس امر میں شبے کی گنجائش ہی نہیں کہ اس سے بہتر انسان اس عہدے یا منصب کے لیے کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ جن صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو حضور ﷺ نے اپنی قوم یا قبیلے کا سردار مقرر فرمایا یا کسی علاقے کا حاکم بنادیا‘ ان کے اعزاز کے کیا کہنا۔ ان میں سے بعض حضرات کو حضور ﷺ نے اس نوع کا فرمان بھی جاری فرمایا۔ اس صورت میں ہم نے حضور ﷺ کی تحریر کا ذکر بھی کردیا ہے:

○ حضرت علاء بن حضرمی (رضی اللہ عنہ) قبیلہ حضرموت سے تھے اور حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔ انھیں حضورِ اکرم ﷺ نے بحرین کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو یہ وہیں تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے بھی انھیں اسی عہدے پر قائم رکھا اور انھوں نے ۱۴ ہجری میں عہدِ فاروقی میں وفات پائی۔ حضرت علاء (رضی اللہ عنہ) بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت مختار بن قیس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جب حضور ﷺ نے حضرت علا حضرمی کو ہدایات لکھوائی تھیں اور انھیں بحرین بھیجا تھا۔

○ حضرت وائل بن حجر حضرمی (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں خوش آمدید کہا‘ اپنی چادر بچھا کر اس پر انھیں بٹھایا‘

ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے دعائے خیر فرمائی‘ حضرموت کے سرداروں کا انھیں حاکمِ اعلیٰ مقرر فرمایا اور وہاں انھیں جاگیر عطا کی۔

○ سیف بن عمرو کا قول ہے کہ حضرت تضاعی ابن عمرو (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کی طرف سے بنی اسد پر حاکم مقرر کیے گئے تھے۔

○ حضرت قیس بن یزید (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ آپ ﷺ نے انھیں ان کی قوم کا سردار مقرر فرمایا اور ان کے سر پر دستِ مبارک پھیرا۔ ان کی پوری قوم ان کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئی۔ ان کے سر پر جہاں حضور ﷺ کا ہاتھ لگا تھا‘ وہاں کے بال سفید نہ ہوئے۔

○ حضرت قیس بن عمیر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اسلام قبول کیا۔ اپنی قوم کو بھی ایمان کی راہ پر لایا۔ حضور ﷺ نے مجھے میری قوم کا سردار مقرر فرمادیا۔

○ حضرت عثمان بن ابی عاص (رضی اللہ عنہ) ثقیف کے وفد میں حضورِ اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔ ان کے بارے میں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسولُ اللہ ﷺ! میں اس لڑکے کو مسائل دینی اور قرآن سیکھنے میں سب سے زیادہ حریص پاتا ہوں۔ حضور ﷺ نے انھیں اپنی قوم پر امیر مقرر فرمادیا حالانکہ یہ نوجوان تھے۔ حضور ﷺ نے انھیں شہر طائف کا عامل بھی مقرر فرمایا۔

○ حضرت منذر بن ساوی (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ ان کا تعلق بنو عبدالقیس سے تھا۔ حضور ﷺ نے انھیں خط لکھ کر بھیجا کہ ”جس شخص نے ہماری طرح نماز ادا کی‘ ہمارے قبیلے کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا‘ وہ مسلمان ہے۔“

○ حضور ﷺ نے حضرت شداد بن ثمامہ (رضی اللہ عنہ) کو بنی کعب بن لوس میں نماز پڑھانے کے لیے روانہ کیا۔

○ حضور ﷺ نے حضرت ضحاک بن سفیان (رضی اللہ عنہ) کو ان کی قوم پر حاکم بنایا۔

○ حضرت رفاعہ بن زید (رضی اللہ عنہ) صلحِ حُدَیبیہ کے زمانے میں خیبر سے پہلے اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کے حضور میں آئے اور مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کی قوم پر سردار بنایا اور ان کے لیے ایک تحریر دی جس میں لکھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے رفاعہ بن زید کو دی جاتی ہے۔ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف اور نیز ان لوگوں کی طرف جو ان کی قوم میں شامل ہو گئے ہیں، بھیجا ہے۔ تاکہ یہ ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلائیں۔ جو شخص ان کی بات مان لے، وہ اللہ کے گروہ سے ہے اور جو نہ مانے اس کو دو مہینے کی مہلت ہے"۔ حضرتؓ جب یہ تحریر لے کر اپنی قوم کے پاس پہنچے تو ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت سعید بن قُیَیب ازدی (رضی اللہ عنہ) کو جرش کا والی مقرر کیا تھا۔ یہ بنو امیہ کے حلیف تھے۔ ان کا ذکر ابو عمر نے کیا ہے۔

○ حضرت صیفی بن عامر (رضی اللہ عنہ) قبیلہ بنی ثعلبہ کے سردار تھے۔ ان کے لیے حضور ﷺ نے ایک تحریر لکھ کر دی تھی اور اس تحریر میں ان کو ان کی قوم پر سردار مقرر کیا تھا۔

○ حضرت عبادہ بن اشیب عنزی (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے انھیں ایک تحریر لکھ کر دی جس میں لکھا تھا کہ "یہ تحریر نبی اللہ ﷺ کی طرف سے عبادہ بن اشیب عنزی کے نام

ہے۔ میں نے تمہیں تمہاری قوم پر حاکم بنا دیا یعنی ان لوگوں پر جو میرے عمّال کے اور تمہارے خاندان کے تحت حکومت تھے۔ جس شخص کو میری یہ تحریر پڑھ کر سنائی جائے اور وہ نہ مانے تو خدا کی طرف سے اس کی بالکل مدد نہیں ہو گی"۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ضحاک بن سفیان (رضی اللہ عنہ) کو ان کی قوم پر حاکم مقرر کیا اور ان کو ایک خط بھی لکھ کر دیا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو ان کے شوہر کی دیت سے میراث دیں۔

○ حضرت ضحاک انصاری (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ خیبر کی طرف چلے تو آپ ﷺ نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو لشکر کا سردار مقرر کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص باغ میں داخل ہو جائے اس کو امن دے دینا۔ حضور ﷺ سے سن کر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے اس بات کا اعلان کر دیا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت قیس بن زید جذامی (رضی اللہ عنہ) کو قبیلہ بنی سعد بن مالک پر سردار مقرر فرمایا تھا۔

○ بنو کلب کے حضرت دومی بن قیس (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے قبیلے کے جتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان سب پر ان کو سردار بنا دیا گیا۔ نیز انھیں ایک جھنڈا بھی عطا ہوا۔

○ حضرت عبداللہ بن ابو ربیعہ بن مغیرہ (رضی اللہ عنہ) فتحِ مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ ان کو حضور ﷺ نے یمن اور اس کے گرد و نواح میں فوج کا افسر مقرر فرمایا۔ یہ حضرت عمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کی شہادت تک برابر اسی کام پر مقرر رہے۔

جنھیں عامل مقرر فرمایا

حضورِ اکرم ﷺ نے بعض صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو جنگوں میں مالِ غنیمت کی

نگرانی کا اعزاز عطا فرمایا، بعض کا تقرر صدقات کی وصولی پر کیا گیا، کسی کو وصولیٔ زکوٰۃ کی خدمت سونپی گئی۔ اس طرح جتنے صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کا ذکر دستیاب ہوا ہے، وہ ہم نے یہاں جمع کر دیا ہے تاکہ اعزاز کی یہ نوعیت بھی ملّت کے سامنے رہے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عمرو ابن قاری (رضی اللہ عنہ) کو غزوہ حنین کے مالِ غنیمت پر عامل مقرر فرمایا تھا۔

○ حضرت محمیہ بن جزرء (رضی اللہ عنہ) کو حضور ﷺ نے خُمس کا عامل مقرر فرمایا تھا۔

○ حضرت ارقم بن ابی ارقم (رضی اللہ عنہ) کا حضورِ اکرم ﷺ نے ایک بار صدقات وصول کرنے کے لیے تقرر فرمایا۔

○ حضرت مسعود بن عمرو القاری (رضی اللہ عنہ) کا تعلق قبیلہ قارہ سے تھا۔ غزوہ حنین کے موقع پر حضور ﷺ نے انھیں مالِ غنیمت کی نگرانی پر مقرر فرمایا تھا اور جعرانہ کے مقام پر تمام جنگی قیدی اور اموالِ غنیمت ان کی تحویل میں تھے۔

○ امّ المومنین امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی کا نام ولید بن ابی امیہ (رضی اللہ عنہ) تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کا نام بدل کر مہاجر کر دیا۔ مہاجر غزوہ تبوک میں شامل نہ تھے اس لیے حضور ﷺ ان سے ناراض ہوئے۔ ام المومنین (رضی اللہ عنہ) کی سفارش پر آپ ﷺ نے ان سے درگزر فرمایا اور انھیں کندہ اور صدف سے وصولیٔ زکوٰۃ کا عامل مقرر فرمایا۔

○ حضرت عبداللہ بن زید بن صفوان (رضی اللہ عنہ) کو حضور ﷺ نے ان کی قوم کے صدقات کا متولی بنا دیا۔

○ حضور ﷺ نے حضرت ناضرہ بن سمرہ تمیمی عنبری (رضی اللہ عنہ) کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر فرمایا۔

○ حضرت مالک بن نویرہ تمیمی (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ آپ ﷺ نے انھیں بنو تمیم سے کچھ صدقات وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔

○ حضرت خالد بن سعید بن عاص بن امیہ (رضی اللہ عنہ) بہت جلیل القدر صحابی ہیں۔ یہ ابتدائی زمانے ہی میں مسلمان ہوئے۔ بعض کے خیال میں یہ پانچویں نمبر پر ایمان لائے تھے۔ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں یمن کے صدقات وصول کرنے پر مقرر فرمایا اور ان کے دو بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) اور ابان (رضی اللہ عنہ) بھی حضور ﷺ کے متعین کیے ہوئے عہدوں پر فائز رہے۔ لیکن جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو یہ تینوں بھائی اپنے اپنے کام چھوڑ کر واپس آگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انھیں اپنے کاموں پر واپس جانے کے لیے کہا تو انھوں نے کہا کہ ہم ابو اُحیحہ کے جتنے بیٹے ہیں وہ رسولِ خدا ﷺ کے بعد کسی کی طرف سے کوئی کام نہ کریں گے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت زبرقان بن بدر (رضی اللہ عنہ) کو بنی عوف کے صدقات کا متولی مقرر فرمایا۔ حضرت مرداس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو حضور ﷺ نے ان کے قبیلے کی تولیت مرحمت فرمائی۔

○ حضرت خزیمہ بن عاصم (رضی اللہ عنہ) کو ان کی قوم کے صدقات پر مقرر فرمایا۔

○ ابو موسیٰ لکھتے ہیں کہ حضرت خزاعی بن عبد نہم (رضی اللہ عنہ) کی ڈیوٹی حضور ﷺ نے مال غنیمت پر لگائی۔

○ حضرت عمرو بن سعید (رضی اللہ عنہ) حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کے بھتیجے تھے۔ یہ حبش گئے تھے۔ پھر اصحاب (رضی اللہ عنہم) نبی ﷺ کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار ہو کر وہاں سے واپس مدینہ آئے۔ اس وقت حضور ﷺ خیبر میں تھے۔

بعد میں عمرو (رضی اللہ عنہ) فتحِ مکہ، حنین، طائف اور تبوک میں شریک ہوئے۔ حضور ﷺ نے انھیں خیبر کے میوہ جات وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا۔

○ حضرت بشر (رضی اللہ عنہ) بن سعقوق (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ حضور ﷺ نے انھیں ان کی قوم پر صدقہ وصول کرنے کے لیے مقرر کیا۔ ان کا ذکر ابو موسیٰ نے کیا ہے۔

○ حضرت سواد بن غزیہ انصاری (رضی اللہ عنہ) قبیلہ بنی عدی بن نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو حضورِ اکرم ﷺ نے خیبر کا عامل مقرر کیا تھا۔ اور یہ ایک صاع عمدہ خرمے، دو صاع رومی خرمے حضورِ اکرم ﷺ کے لیے مول لے کر آئے تھے۔

جنھیں مدینہ طیبہ / مکہ مکرمہ کا منتظم بنایا

کچھ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو حضورِ اکرم ﷺ نے دوسروں میں سے اس اعزاز کے لیے منتخب فرمایا کہ جب خود کسی سفر پر روانہ ہوئے تو انھیں مدینۂ کریمہ کا انتظام سونپ دیا، یا مکۂ معظمہ میں انتظامی امور میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ ایسے صاحبِ اعزاز خوش نصیب حضرات (رضی اللہ عنہم) کا الگ سے ذکرِ مقدس بھی زیرِ نظر تالیف میں ضروری محسوس کیا گیا ہے:

○ اسد الغابہ میں ہے کہ ابنِ امِ مکتوم (رضی اللہ عنہ) کا نام عمرو بن قیس بن زائدہ تھا۔ یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہ) کے ماموں زاد تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ جب غزوات یا مختلف اسفار پر تشریف لے جاتے تو انھیں مدینۂ طیبہ کا حاکم مقرر فرماتے۔ ابنِ اثیر کہتے ہیں، انھیں تیرہ مرتبہ یہ اعزاز نصیب ہوا۔ فتحِ قادسیہ میں شریک تھے، اس دن جھنڈا انھی کے ہاتھ میں تھا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے جب عمرۃ القضا کا قصد فرمایا تو مدینۂ طیبہ میں حضرت

عُوَیف بن اضبط (رضی اللہ عنہ) کو حاکم بنایا۔ بعض لکھتے ہیں کہ جب آپ حُدَیبیہ کی طرف تشریف لے گئے تھے، اس وقت انھیں یہ اعزاز بخشا تھا۔ لیکن ابنِ اثیر کہتے ہیں کہ اس سال تو ایمان لائے تھے۔ اعزاز انھیں عمرۃ القضا کے موقع پر دیا گیا تھا۔

○ حضرت سباع بن عرفطہ غفاری (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ خیبر اور دومۃ الجندل کی طرف جاتے ہوئے ان کو مدینہ کا عامل مقرر کر گئے تھے۔

○ محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی انصاری اوسی (رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا۔ غزوہ قرقرۃ الکدر اور ایک دوسری روایت کے مطابق غزوہ تبوک میں بھی حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں مدینے کی امارت تفویض فرمائی۔

○ حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر، ابولبابہ (رضی اللہ عنہ) کی کنیت سے مشہور تھے۔ یہ غزوۂ بدر میں صحابۂ کرام اور حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ مقام روحا تک گئے تھے مگر وہاں حضور ﷺ نے انھیں مدینہ کا حاکم بنا کر واپس بھیج دیا اور بدر کے مالِ غنیمت اور ثواب میں ان کو شریک کر لیا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ابو رہم کُلثوم بن حصین (رضی اللہ عنہ) کو دو مرتبہ مدینہ کا قاضی بنایا، ایک بار عمرۃ القضا اور دوسری مرتبہ طائف اور حنین کے موقع پر۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت زید (رضی اللہ عنہ) بن ثابت کو تین مرتبہ مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ دو مرتبہ حجون میں اور ایک مرتبہ جب حضور ﷺ شام کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ حضرت عثمان بھی جب حج کو جاتے تو حضرت زید (رضی اللہ عنہ) کو اپنا جانشین بنا کر جاتے تھے۔

○ بعض لکھتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ فتح مکہ کے بعد حنین کی طرف تشریف لے جانے لگے تو حضرت عتاب بن اَسید (رضی اللہ عنہ) کو مکہ کا عامل بنایا۔ بعض لکھتے ہیں کہ اس موقع پر انھیں مکہ میں ٹھہرایا گیا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دینی مسائل سکھائیں اور محاصرہ طائف سے لوٹنے کے بعد انھیں مکہ کا عامل بنایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو کن لوگوں پر عامل بنایا ہے۔ اگر میں تم سے بہتر کسی اور کو سمجھتا تو اسے یہ عہدہ دیتا۔ اس وقت ان کی عمر ۲۱۔۲۲ سال تھی۔ روایت ہے کہ انھیں آٹھویں سال ہجرت کا امیرِ حج بھی مقرر فرمایا تھا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد طائف پر چڑھائی کی تو حضرت ہبیرہ بن سبل بن عجلان (رضی اللہ عنہ) کو مکہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔

جن سے محبت کا اظہار فرمایا

حضورِ اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت اور شفقت کا اس طرح اظہار فرمایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ کسی کو آپ ﷺ نے اپنا بھائی فرمایا، کسی کو بچپن میں اپنے کاندھوں پر بٹھایا، کسی سے اپنی محبت کا اعلان فرمایا، کسی کی وفات کی خبر سن کر آپ ﷺ رو دیئے، کسی کو سینے سے لگالیا، کسی کو اپنے سے مشابہ قرار دیا، کسی کو اپنی کفالت میں لینے کا ذکر فرمایا، کسی کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا ہے، کسی کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کے بارے میں فرمادیا "میرے ماں باپ تم پر قربان"۔ کسی کے رب تعالیٰ کی نگاہ میں قیمتی ہونے کا اعلان فرمایا۔ کسی کے ہاتھ کو حضور ﷺ نے چوم لیا۔ اس طرح جن صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو حضور ﷺ کی بارگاہ سے اعزازات عطا ہوئے، ان کا تذکرہ ہمارے لیے لائقِ افتخار و اعزاز ہے:

○ حضور ﷺ نے ایک بار حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ تم

میرے بھائی ہو اور میرے صاحبِ انوار ہو۔

○ حضرت عبداللہ بن مُطّلب بن حنطب قریشی مخزومی (رضی اللہ عنہ) نے روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) میرے کان اور آنکھ ہیں۔

○ عبدالرحمان بن بشیر (یا بشر) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت میں ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، ایک شخص تم سے حکمِ قرآنی کی رو سے لڑے گا جس طرح میں نے تم سے تنزیلِ قرآن کے موافق جہاد کیا۔ اس وقت حضرت علی (رضی اللہ عنہ) حضور اکرم ﷺ کا جوتا سی رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے جو جوتا سی رہا ہے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے دو مرتبہ مواخات کی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے باہم مہاجرین میں مواخات کرائی، اس کے بعد مدینہ طیبہ میں مہاجرین و انصار میں یہ رشتہ قائم کیا۔ اور دونوں مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا۔ تم دینا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے قبل از اعلانِ نبوت حضور ﷺ کے ہاتھوں پرورش پائی۔ جب حضور ﷺ نے ہجرت کی تو اپنے بستر پر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو سُلایا اور انھیں امانتیں واپس کرنے کے بعد ہجرت کرنے کی تلقین فرمائی۔ انھوں نے تعمیلِ ارشاد کی۔ ثعلبہ ابن ابی مالک (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) ہر مقام میں حضور ﷺ کی طرف سے جھنڈا اٹھاتے تھے۔ مگر جب لڑائی کا وقت آتا تو یہ جھنڈا حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا جاتا تھا۔ غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ نے فرمایا، میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو فتح کے بغیر نہ لوٹے گا۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی آنکھیں دُکھنے آئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھما

دیا۔ اللہ نے ان کی آنکھوں کو شفادی اور کے ہاتھ پر فتح دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' میں علم کا شہر ہوں' علی اس کا دروازہ ہے۔ پس جو شخص علم کا متمنی ہو' وہ اس کے دروازے پر آئے۔

○ حضرت براء (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار حضور ﷺ کو دیکھا کہ انھوں نے حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) کو شانے پر سوار کیا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ اے اللہ! میں اس کو دوست رکھتا ہوں' تو بھی اسے دوست رکھ!

○ حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سواریٔ شتر کی خواہش کا اظہار کیا۔ تو آپ ﷺ نے انھیں اپنے کندھوں پر سوار کر لیا۔ اور حجرے کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک لے گئے۔ اس دوران حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اونٹ کی تو مہار بھی ہوتی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنے گیسو مبارک ان کے ہاتھ دے دیئے۔ اس حالت میں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہا تمھیں سواری خوب ملی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا۔ سوار بھی تو خوب ہے۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک دعوت میں جا رہے تھے۔ راہ میں امام حسین (رضی اللہ عنہ) بچوں میں کھیلتے ہوئے ملے۔ حضور ﷺ نے انھیں پکڑنے کے لیے ہاتھ پھیلایا۔ حسین (رضی اللہ عنہ) کبھی اِدھر' کبھی اُدھر بھاگ رہے تھے' آخر حضور ﷺ نے انھیں پکڑ لیا اور فرمایا' میں اس بچے سے محبت کرتا ہوں اور جو اس سے محبت کرے' اس سے بھی محبت کرتا ہوں۔

○ حضرت شداد (رضی اللہ عنہ) بن الہاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ظہر یا عصر کی دو نمازوں میں سے ایک میں تشریف لائے اور اپنے دونوں نواسوں میں سے ایک کو لیے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر

اپنے نواسے کو داہنے قدم کے پاس بٹھا کر نماز کی نیت باندھی اور نماز میں ایک سجدے کو بہت طویل کیا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ آپ ﷺ سجدے میں پڑے ہیں اور لڑکا آپ ﷺ کی پیٹھ پر ہے۔ میں پھر سجدے میں چلا گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیک و سلم آپ ﷺ نے ایک سجدے کو اس قدر دراز کیا کہ ہمیں کسی نئی بات کے پیدا ہونے کا یا وحی کے نزول کا گمان ہونے لگا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا' میرا بچہ مجھ پر سوار ہو گیا تھا' اس لیے میں نے جلدی کرنے کو پسند نہ کیا۔

○ حضرت اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ اٹھا کر فرما رہے تھے کہ اے اللہ! میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں' تو بھی دونوں سے پیار فرما۔ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) کو (اور حضرت ابن ابی عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو) پیار کر رہے تھے کہ حضرت اقرع (رضی اللہ عنہ) بن حابس نے کہا' میرے دس لڑکے ہیں مگر میں تو کسی کو پیار نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا' اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کسی کام کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس رات کے وقت گیا۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو چادر میں کسی چیز کو چھپائے ہوئے تھے۔ میں نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے چادر کو کھول دیا۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) تھے۔ پھر حضور صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اور دعا فرمائی اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ پس تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور جو شخص ان سے محبت رکھے' اس سے تو بھی محبت رکھ۔

○ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) کو اٹھائے حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو بھی بلوا لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سب پر اپنا کپڑا ڈالا اور فرمایا۔ اے اللہ! تو اس کا دشمن ہو جا جو ان سے عداوت برتے اور تو اس کا دوست ہو جا' جو ان سے دوستی کرے۔

○ حضرت زید (رضی اللہ عنہ) بن حارثہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام تھے۔ انھیں حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہ) نے نبوت کے اعلان سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دے دیا۔ اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ انھوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت کی اور آپ ﷺ نے انھیں آزاد کر کے اپنا متبنّٰی کر لیا تھا۔ حضرت زید (رضی اللہ عنہ) بن حارثہ کی شہادت کی خبر ملی تو ان کی بیٹی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رونے لگے۔ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے حیران ہو کر پوچھا یا رسولَ اللہ ﷺ علیہ و آلہ وسلم! یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ یہ جذبۂ محبت ہے جو ہر محب کے دل میں اپنے محبوب کے لیے ہوتا ہے۔

○ حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اسامہ (رضی اللہ عنہ) مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے دورِ حکومت میں صحابہ (رضی اللہ عنہ) کے وظیفے مقرر کیے تو حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) بن زید کا پانچ ہزار اور اپنے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کا دو ہزار روپے وظیفہ مقرر کیا۔ اور اپنے بیٹے کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اسامہ (رضی اللہ عنہ)

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے باپ زید (رضی اللہ عنہ) کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تیرے باپ سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

○ حضرت ہالہ بن ابی ہالہ تمیمی (رضی اللہ عنہ) اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے تھے۔ یہ ایک بار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حجرے میں داخل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوئے ہوئے تھے۔ ان کے آنے سے جاگ گئے۔ انھیں سینے سے لگا لیا اور فرمایا' ہالہ' ہالہ۔

○ حضرت جعال یا جعیل بن سراقہ غفاری (رضی اللہ عنہ) قدیم الاسلام تھے' غزوۂ احد میں شریک تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی تعریف کی اور ان کے ایمان پر اعتماد کیا ہے۔ ایک بار کسی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے اقرع بن حابس اور عینیہ بن حصن ؓ کو سو سو اونٹ دیئے اور جعیل ؓ کو کچھ نہ دیا۔ یہ سن کر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تمام روئے زمین پر عینیہ اور اقرع جیسے لوگ ہو جائیں تو جعیل مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ میں نے ان دونوں کو اس غرض سے دیا ہے کہ وہ دونوں پکے مسلمان بن جائیں اور جعیل ؓ تو پکا مسلمان ہی ہے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفرِ طیار (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا اے جعفر تم سیرت اور صورت میں میرے مشابہ ہو۔ اور تم میری عترت میں سے ہو یعنی اس گھر سے ہو جس گھر کا میں ہوں۔ جنگِ موتہ میں حضرت جعفرِ طیار ؓ شہید ہو گئے تو حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے۔ فرمایا' میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ عبداللہ' محمد اور عون' تینوں کو آپ ﷺ نے اپنے زانوؤں پر بٹھا لیا' دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں دنیا و آخرت میں ان کا ولی ہوں۔ نیز فرمایا کہ محمد شکل و شباہت میں اپنے چچا ابو طالب ؓ سے ملتا ہے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں چار آدمیوں سے محبت کروں کیونکہ خدا بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے نام بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا علی ؓ ابوذر ؓ، مقداد ؓ اور سلمانِ فارسی ؓ۔

○ حضور ﷺ کے پاس ایک بار حضرت عباس ؓ غصہ کی حالت میں آئے۔ آپ ﷺ نے غصہ کی وجہ پوچھی تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم سے قریش کو کس بات پر اس قدر تنفّر ہے کہ وہ آپس میں کشادہ پیشانی سے ملتے ہیں اور ہم سے ملتے ہیں تو ان کی یہ حالت نہیں رہتی۔ یہ سن کر حضور ﷺ کو بھی غصہ آگیا اور آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ حضرت عباس ؓ سے فرمایا مجھ کو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ہرگز کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہ ہو گا جب تک کہ تم لوگوں سے محبت نہ کرے اور پھر فرمایا۔ سب لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ جس کسی نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی، اس نے گویا مجھ کو اذیت پہنچائی، اس لیے کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔

○ حضرت عبداللہ بن حارث ؓ کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ کے بیٹوں عبداللہ، عبیداللہ، اور کثیر کو بلا کر فرماتے کہ جو میرے پاس پہلے آئے گا، اس کو فلاں فلاں چیز ملے گی۔ یہ فرزندانِ عباس ؓ آپ ﷺ کے پاس دوڑ دوڑ کر جاتے، آپ ﷺ کی پشت اور سینہ مبارک لد جایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ ان کو پیار کرتے تھے، لپٹا لیتے تھے اور چیزیں عطا فرماتے تھے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عبیدہ بن حارث بن مطّلب ؓ کو ساٹھ سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ ان ان سواروں میں کوئی شخص انصار سے نہ تھا۔ یہ سب سے پہلا جھنڈا تھا جو حضور ﷺ نے باندھا۔ غزوہ بدر میں جتنے مسلمان شریک تھے، ان میں

سے سب سے زیادہ معمّر یہی تھے۔ اس جنگ میں ان کا پیر کٹ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا سر اپنے زانو پر رکھا۔ بعد میں یہ اسی زخم کے سبب فوت ہوئے تھے۔

○ حضرت زبیر بن عوّام ؓ حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنتِ عبدالمطلب کے بیٹے اور امّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ ایک بار حضرت عثمانِ غنی ؓ نے کہا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ حضرت زبیر ؓ سب سے زیادہ نیک ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں اور یہ رسولِ خدا ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ حضور ﷺ نے غزوہ بنی قریظہ کے دن حضرت زبیر ؓ بن عوّام سے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہو جائیں۔ حضرت عمر ؓ نے اپنے بعد خلافت کے لیے چھ اشخاص کو منتخب کیا ان میں ایک یہ بھی تھے اور ان کے بارے میں کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے حضور ﷺ خوش خوش گئے۔

○ حضرت زاہر بن حرام ؓ قبیلہ اشجع سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ جب بھی حضور ﷺ کی خدمت میں آتے تو تحفہ ضرور لاتے۔ جب یہ جانے لگتے تو آقا حضور ﷺ انہیں تحفہ دے کر رخصت فرماتے۔ حضور ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک بار حضور ﷺ نے انھیں بازار میں اپنا کچھ مال فروخت کرتے دیکھا تو آپ ﷺ نے پیچھے سے آکر ان کو لپٹا لیا۔ انھیں نہیں معلوم تھا کہ پیچھے کون ہے۔ کہنے لگے مجھے چھوڑ دے کون ہے۔ جب انھوں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ﷺ کو پہچان کر خود بھی اپنی پیٹھ آپ ﷺ کے سینہ اطہر سے ملانے لگے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے مذاق میں فرمایا: اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے۔ حضرت زاہر ؓ نے کہا کہ یا رسول ﷺ اگر مجھے بیچیں گے تو بہت کم قیمت پائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مگر تم خدا نزدیک بہت گراں قیمت ہو۔

○ خادمِ رسول حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم

ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس مدینہ پہنچے تو حضرت سعد انصاری ؓ استقبال کے لیے آگے آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے مصافحہ کیا اور جنگ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں محنت مزدوری کرتا ہوں، پھاوڑا چلاتا ہوں، تب جا کر اپنے گھر والوں کو کھانے کے لیے دیتا ہوں۔ حضرت ﷺ نے ان کا ہاتھ چوم لیا اور فرمایا یہ ایسا ہاتھ ہے۔ جس کو آگ نہ چھوئے گی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انصار میں سعد نامی بہت ہیں۔ حضرت انس کے مطابق یہ سعد بن معاذ ہیں۔ ابو موسیٰ مزید کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت سعد بن معاذ ہوں مگر وہ غزوہ تبوک سے پہلے وفات پا چکے تھے۔

○ حضرت سلمہ بن ادرع ؓ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں۔ یہ اس وقت کسی جنگ میں تیر چلا رہے تھے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم تیر چلاؤ میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں۔

○ حضرت حریش ؓ بن حبیب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں جب حضرت ماعز ؓ کو سنگسار کیا گیا تو میں اپنے والد کے ساتھ وہاں موجود تھا جب حضرت ماعز کو زیادہ پتھر لگے تو مجھے لرزہ آگیا۔ حضور ﷺ نے مجھے لپٹا لیا اور میرے اوپر آپ ﷺ کا پسینہ ٹپکا جس میں مشک جیسی خوشبو تھی۔

○ حضرت لقیط بن عباد ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی فضیلت میں فرمایا کہ "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔" امیر ابو النصر نے ان کا تذکرہ لکھا ہے۔ ○ حضورِ اکرم ﷺ مروہ کے نیچے مشرقی جانب ٹھہرے ہوتے تھے۔ وہاں آپ ﷺ نے عوسجہ بن حرملہ جہنی ؓ کو دیکھا جو فلسطین کے رہنے والے تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے انھیں فرمایا، عوسجہ مجھ سے مانگو، میں تمھیں دوں گا۔

جنھیں اپنا اہلِ بیت فرمایا

یہ حقیقت تو زبان زدِ اہلِ اسلام ہے کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ حضور ﷺ کے اہلِ بیت ہیں۔ لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس بن عبد المطلب ؓ اور ان کے بیٹوں، حضرت ام سلمہ ؓ اور حضرت ثوبان ؓ کو بھی اپنے "اہلِ بیت" میں سے قرار دیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ اور ان کی والدہ کی حضور ﷺ کے ہاں آمدورفت کی وجہ سے لوگ انھیں بھی حضور ﷺ کے "اہلِ بیت" میں سے سمجھنے لگے تھے۔

○ ایک بار حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ حلوہ بنا رہی تھیں۔ جب وہ فارغ ہوئیں تو حضور ﷺ نے حسن ؓ، حسین ؓ کو اپنے قریب بٹھایا۔ حضرت علی ؓ کو بلایا۔ سب نے حلوہ کھایا۔ حضور ﷺ نے سب پر کپڑا ڈال کر فرمایا۔ اے اللہ! یہ میرے گھر والے (اہلِ بیت) ہیں۔ ان کو خوب پاک کر دے۔ حضرت اُمّ سلمہ ؓ نے سنا تو عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں ان کے ساتھ ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، تم ان میں سے بہتری پر ہو۔

○ عبد اللہ بن غسیل ؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت عباس بن عبد المطلب ؓ کو بیٹوں سمیت اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا۔ وہ فضل، عبد اللہ، عبید اللہ، قثم، معبد اور عبد الرحمان سمیت پیچھے آئے۔ حضورِ اکرم ﷺ انھیں ایک مکان میں لے گئے اور ایک سیاہ چادر جس میں سرخ دھاریاں تھیں، ان پر ڈال کر فرمایا۔ یا اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میری عزت ہیں، انھیں آگ سے اسی طرح چھپالے جس طرح میں نے کملی میں چھپایا ہے۔ عبد اللہ بن غسیل کہتے ہیں کہ در و دیوار سے "آمین" کی آوازیں آنے لگیں۔ حضرت سعد بن لیاس بدری انصاری ؓ سے بھی اسی قسم کا واقعہ روایت ہوا

ہے۔

○ غزوہ خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمانِ فارسی ؓ نے دیا جو حضورِ اکرم ﷺ قبول فرما کر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر مہاجرین نے کہا کہ سلمان ؓ ہم میں سے ہیں اور انصار نے بھی کہا کہ حضرت سلمان ہم سے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا سلمان ؓ ہم میں سے ہیں یعنی اہلِ بیت ہیں۔ حضرت علی ؓ سے کسی نے حضرت سلمان ؓ کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت علی ؓ نے فرمایا۔ سلمان ؓ کو اولین آخرین کا علم تھا۔ وہ ایسے دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔ وہ ہم میں سے یعنی اہلِ بیت ہیں۔

○ حضرت ثوبان ؓ حضور ﷺ کے غلام تھے۔ یہ کسی غزوہ میں گرفتار ہو کر آئے تو آپ ﷺ نے انھیں خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ پھر فرمایا تم چاہو تو اپنے خاندان کے لوگوں سے جا کر مل جاؤ اور اگر چاہو تو ہمارے اہلِ بیت میں سے ہو جاؤ۔ حضرت ثوبان نے واپس جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور حضور ﷺ کے پاس رہنے لگے ○ حضرت ابو موسیٰ ؓ کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے بھائی جب یمن سے آئے تو یہی سمجھتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود ؓ حضور ﷺ کے اہلِ بیت میں سے ہیں کیونکہ ان کی اور ان کی والدہ کی آمدورفت حضور ﷺ کے ہاں بہت تھی۔

جنھیں اپنی خدمت کا شرف بخشا

○ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت بلال بن رباح، ابو کبشہ، زید بن حارثہ، صہیب، عامر بن فہیرہ، ابوالبراء، ابو رافع، ثوبان، سعد، حجیر، خباب، ابو کبشہ، ابو کیسان، سالم، سفینہ، یسار الراعی، نوبہ الاسود، اور دوسرے جلیل القدر صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کے علاوہ (جو غلام تھے) مختلف دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اپنی خدمت کا شرف بخشا۔ ان میں حضرت انس بن مالک اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما تو بہت مشہور ہیں۔

چند دیگر واقعات بھی قارئینِ کرام کی نذر کیے جاتے ہیں!

○ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کو نعلین مبارک پہناتے تھے۔ آپ ﷺ کہیں تشریف لے جاتے تو یہ آگے آگے چلتے تھے۔ حضور ﷺ غسل فرماتے تو یہ کپڑا لے کر کھڑے ہو جاتے اور اوٹ کرتے تھے۔

○ حضرت حُذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے منافقوں کے جس قدر حالات انھیں بتائے' اتنے کسی اور کو نہ بتائے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک بار حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ کیا میرے عمّال میں کوئی منافق ہے۔ حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہاں ایک ہے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا وہ کون ہے۔ حضرت حذیفہ نے بتانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص فوت ہوتا تو جنازہ میں جانے سے پہلے حضرت حذیفہ سے جنازے کے لیے کہتے' اگر حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) اس کی نماز میں شریک ہوتے تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) جنازہ پڑھاتے۔ حذیفہ جنازہ میں شرکت نہ کرتے تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) بھی شریک نہ ہوتے۔

○ حضرت سعد بن اسعد ساعدی (رضی اللہ عنہ) حضرت سہل بن سعد کے والد تھے۔ یہ حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں روحا کے مقام پر فوت ہو گئے۔ ان کی وصیت تھی کہ ان کا اسباب' سواری اور تین وسق حضور ﷺ کو دے دیں۔ حضور ﷺ نے اس کو قبول کیا' ان کے ورثا کو واپس کر دیا اور مالِ غنیمت میں بھی ان کو حصہ دیا۔ حضرت سعد کے بیٹے سہل کہتے ہیں کہ حضرت سعد کے پاس حضورِ اکرم ﷺ کے تین گھوڑے تھے جن کو وہ چارہ کھلایا کرتے تھے۔ ان کے نام لزاز' لحاف اور ظرب تھے۔

جنھیں اپنی سواری پر بٹھانے کا اعزاز بخشا

جن صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو یہ اعزاز عطا ہوا کہ زندگی میں ایک آدھ بار حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا' ان میں حضرت ابوبکر' سعید بن حارث انصاری' ثابت بن امیہ' قثم بن عباس بن عبدالمطلب' عبداللہ بن جعفر' علی بن ابی العاص' معاذ بن جبل اور عبداللہ بن حجرا سلمی (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں!

○ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت ابوبکر کو اپنے پیچھے سوار کرالیا۔

○ حضرت علی بن ابی العاص (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کے نواسے تھے۔ جب حضور ﷺ فتح کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو ان کو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھالیا تھا۔ یہ حضرت امامہ (رضی اللہ عنہا) کے بھائی تھے' جنھیں گود میں اٹھائے ہوئے حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ حضرت علی بن ابی العاص (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی کفالت میں تھے۔

○ حضرت سعید بن حارث انصاری کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ حضرت سعد بن عبادہؓ اور سعید بن حارثؓ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔

○ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) حبشہ میں پیدا ہوئے۔ حبشہ میں سب سے پہلے مسلمان پیدا ہونے والے یہی تھے۔ وہ فرماتے ہیں' ایک دن مجھے حضور ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا اور راستے سے مجھے ایک بات بتائی جس کو میں کسی سے بیان نہیں کرتا۔

○ حضرت ثابت بن امیہ (رضی اللہ عنہ) جنگِ خندق میں حضور ﷺ کے ہمراہ سواری پر سوار تھے۔

○ حضرت قثم بن عباس (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ایک دن میں اور قثم کھیل رہے تھے کہ اُس طرف سے حضور ﷺ سواری پر گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اِس بچے کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ مجھے آپ ﷺ نے اپنے آگے بٹھالیا اور فرمایا۔ قثم کو لاؤ اور ان کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

○ حضرت نصر بن وہب الخزاعی (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ ایک بار حضور ﷺ ایک گدھے پر سوار تھے جس پر زین نہیں تھی' صرف دری کا ایک ٹکڑا تھا اور حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے۔

○ اوس بن عبداللہ بن حجرا سلمی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میرے والد حضورِ اکرم ﷺ کے قریب گئے تو آپ ﷺ نے انھیں اونٹ پر ساتھ بٹھالیا۔

جن صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا کوئی کام کیا

جن جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور ﷺ نے کوئی کام لیا' یا از خود جنھوں نے آپ ﷺ کا کوئی کام کیا' ان کے اس اعزاز و افتخار پر دوسرے کیا کیا رشک نہ کرتے ہوں گے' ان کی عظمتوں کو قیامت تک کے اہلِ ایمان سلام کرتے رہیں گے لیکن کچھ واقعات ایسے بھی ملتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کام خود کیے۔ کوئی شخص ایسے خوش بخت لوگوں کے مقام کا اندازہ کر سکتا ہے۔؟ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے کچھ حضرات کا ذکر سامنے آجائے تاکہ عظمت کے ان مناروں کا حوالہ بھی پیشِ نظر رہے!

○ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ ایک بار ہم سے ملنے تشریف لائے اور رات ہمارے پاس ہی سوئے۔ رات کو حضرت حسن (رضی اللہ

عنہ) نے پانی مانگا۔ حضورِ اکرم ﷺ خود اٹھے اور مشکیزے سے پانی کا پیالہ لیا۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) نے ہاتھ بڑھا کر پیالہ لینا چاہا۔ حضور ﷺ نے منع فرماتے ہوئے کہا کہ یہ تو حسن (رضی اللہ عنہ) نے مانگا تھا۔ آپ ﷺ نے پہلے حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) کو پانی پلایا اور پھر حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو۔

○ حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہؓ کہتے ہیں کہ ایک بار حضورِ اکرم ﷺ قبا میں تشریف لائے۔ ہم وہاں موجود تھے۔ میں لڑکا تھا۔ قریب آ کر حضور ﷺ کے دائیں طرف بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر نوش فرمایا اور پھر بچا ہوا پانی آپ ﷺ نے مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے بھی اس پانی کو پیا۔

○ عبدالرحمان بن عوف (رضی اللہ عنہ) کو حضورِ اکرم ﷺ نے دومتہ الجندل کی طرف بھیجا تو اپنے دستِ مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکا دیا۔ اور فرمایا: اگر تمھیں اللہ تعالیٰ فتح دے تو وہاں کے شریف کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔ چنانچہ انھوں نے تاضر سے نکاح کیا۔

○ حضرت زید (رضی اللہ عنہ) بن حارثہ اور حضرت اُم ایمن (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) ایک بار دروازے کی چوکھٹ پر گر پڑے۔ ان کے چہرے پر خراش آ گئی اور خون بہنے لگا۔ حضور ﷺ نے خود خون چوس چوس کر تھوکا اور فرمایا کہ مجھے اسامہ سے اس قدر محبت ہے کہ اگر یہ لڑکی ہوتا تو میں اسے عمدہ عمدہ کپڑے پہناتا تاکہ یہ خوبصورت معلوم ہو۔

○ حضرت اُبَیّ بن کعب (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں قرآن مجید کی آیتیں سنائیں۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے حضرت اُبیؓ بن کعب سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں سورہ "لم یکن الذی" سناؤں۔ حضرت اُبَیّ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ اللہ

تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ یہ سن کر حضرت ابی (رضی اللہ عنہ) رونے لگے۔

○ ایک بار حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ مہربان حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور خدا کے دین کے معاملے میں سب سے سخت حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور حیا کے معاملے میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) اور حرام وحلال کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) اور فرائض کے بارے میں زیادہ جاننے والے زید (رضی اللہ عنہ) بن ثابت اور قرائت کے سب سے زیادہ ماہر حضرت اُبَیّ (رضی اللہ عنہ) بن کعب ہیں۔ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، اس امت کے امین حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) ہیں واقدی کے مطابق حضرت ابی (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ آپ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر پہلے کاتب ہیں۔

○ ابو مندہ اور ابو نعیم نے لکھا ہے کہ حضرت بدر (رضی اللہ عنہ) بن عبداللہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ایک پیشہ ور شخص ہوں، میرے مال میں ترقی نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ نے دعا سکھائی۔ حضرت بدر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں ان الفاظ کو کہہ کیا کرتا تھا اور اللہ نے میرے مال میں اس قدر برکت دی کہ میرا قرض ادا ہو گیا اور میں اور میرے گھر والے مالدار ہو گئے۔

○ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ہذلی (بنو زہرہ کے حلیف) پہلے شخص ہیں جنھوں نے مکہ میں بالاعلان قرآن پڑھا۔ ایک بار یہ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہے تھے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے دعا فرمائی تو ایک بکری کے دودھ آ گیا۔ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی 'یا رسولؐ اللہ! مجھے بھی یہ کلام سکھا دیجئے۔ تو حضورِ اکرم

ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا، تم سیکھے سکھائے ہو۔ چنانچہ انھوں نے حضور ﷺ سے بلاواسطہ قرآنِ پاک کی ستر سورتیں یاد کیں۔ اور اس فضیلت میں ان کا کوئی شریک نہیں۔

جن سے خوش ہوئے

حضورِ اکرم ﷺ کو ایمان کی آنکھوں سے دیکھنے والوں پر تو اللہ کریم خوش ہو گیا اور اپنے ان سے اور ان کے اپنے ساتھ راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔ لیکن کہیں کہیں کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) کے ایمان لانے پر یا کسی اور بات پر حضورِ اکرم ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا تو ان کا یہ اعزاز اپنی نوعیت میں، دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر ہے!

○ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ جن لوگوں سے خوش خوش گئے ان میں حضرت سعد بن مالک (رضی اللہ عنہ) بھی شامل تھے۔ یہ صحابہ کے سرداروں میں سے ہیں اور اصحابِ شوریٰ کے چھے صحابہ میں سے ہیں۔

○ حضرت جارود بن معلیٰ (رضی اللہ عنہ) نصرانی تھے۔ یہ ۱۰ ہجری میں قبیلہ عبدالقیس کے سردار تھے۔ وفد عبدالقیس کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ حضور ﷺ ان کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ ان کی بہت عزت کی اور انھیں مقرب کیا۔

○ حضرت حرملہ بن ہوذہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کے بھائی خالد (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضورِ اکرم ﷺ ان کے اسلام قبول کرنے پر خوش ہوئے۔

○ حضرت حذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ

نے ان کے فیصلہ کو سن کر فرمایا کہ تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک گھر دو بھائیوں کے درمیان مشترک تھا۔ ان دونوں نے گھر کے بیچ میں ایک کٹہرا بکری باندھنے کے لیے بنایا تھا۔ بعد میں دونوں بھائیوں کا انتقال ہو گیا۔ اب دونوں بھائیوں کی اولاد نے دعویٰ کیا کہ یہ کٹہرا ہمارا ہے۔ حضور ﷺ نے فیصلہ کرنے کے لیے حضرت حذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہ) کو مقرر کیا۔ اور ان کے ساتھ بھیجا۔ حضرت حذیفہ نے فیصلہ کیا کہ یہ کٹہرا اس کا ہے۔ جس کے قریب بکریوں کے باندھنے کی جگہ ہو۔ نبی ﷺ کو خبر ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا فیصلہ کیا۔

جن سے مذاق فرمایا

حضورِ اکرم ﷺ نے جن صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو یہ اعزاز عطا فرمایا کہ اس سے مذاق کی بات کی، ان کی قسمت پر کتنے برگزیدہ لوگ رشک نہ کرتے ہوں گے۔ اس سلسلے کے چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ اپنے خادم حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو مذاق میں "ذُوالاذنین" (یعنی دو کانوں والا) فرمایا کرتے۔

○ حضرت خوات بن جُبیر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ مقام الظہران میں اترے۔ تھوڑی دیر بعد میں اپنے خیمہ سے نکلا تو میں نے کچھ عورتیں کو باتیں کرتے دیکھا، وہ عورتیں مجھے اچھی لگیں تو میں واپس اپنے خیمے میں گیا اور کپڑے بدل کر آیا اور ان عورتوں کے پاس چلا گیا۔ اتنے میں حضورِ اکرم ﷺ وہاں سے گزرے۔ جب میں نے انھیں دیکھا تو گھبرا گیا۔ بدحواس ہو کر بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: میرا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے میں اس کو پکڑنے کے لیے نکلا ہوں۔ حضور ﷺ آگے بڑھتے گئے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ آپ ﷺ رفع حاجت کے

لے جنگل میں گھس گئے۔ واپس تشریف لائے تو فرمایا۔ ابو عبداللہ اس اونٹ کا کیا حال ہے۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے کوچ کیا۔ آپ ﷺ اب جب بھی مجھ سے ملتے تو فرماتے اے ابو عبداللہ وہ اونٹ بھاگ کر کہاں گیا ہو گا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اصل بات جان گئے ہیں تو شرم کے باعث کئی دنوں تک مدینہ میں پوشیدہ رہا' مسجد جانے اور حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جانے سے گھبراتا رہا۔ بہت دنوں بعد مسجد میں گیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا کہ حضور ﷺ اپنے کسی حجرے سے باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے نماز کو خوب طول دیا کہ آپ ﷺ چلے جائیں تو میں نماز چھوڑوں۔ آخر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا اے بندہ خدا تو جس قدر چاہے نماز کو طویل کرلے' میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب میں نے نماز ختم کی تو حضورِ اکرم ﷺ نے وہی بات کہی کہ اے ابو عبداللہ وہ اونٹ بھاگ کر کہاں گیا۔ میں نے کہا قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' جب سے میں مسلمان ہوا ہوں وہ اونٹ کبھی نہیں بھاگا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اللہ تم پر رحم کرے۔

○ طائف سے آتے ہوئے انگوروں کے دو خوشے حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) کو عطا فرمائے۔ اس وقت ان کی عمر چھ سات سال تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک تمہارا ہے اور دوسرا تمہاری والدہ عمرو بنتِ رواحہ کا۔ حضرت نعمان راستے میں دونوں خوشے کھا گئے۔ جب حضور ﷺ کو پتا چلا تو ان کے کان اینٹھ کر پیار سے فرمایا کیوں مکار۔

○ حضرت ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ام سلیم (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کا نام ابو عمیر (رضی اللہ عنہ) تھا۔ حضور ﷺ اس سے مذاق فرماتے۔ اسے ہنساتے اور خود بھی مسکراتے۔

جن کی عزت فرمائی

حضورِ اکرم ﷺ نے اپنے بزرگوں اور کسی قوم کے بزرگوں کو عزت و تکریم عطا فرمائی۔ ان کے علاوہ کئی ایسے صحابہ کا ذکر ملتا ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے مہربانی کا سلوک فرمایا' انھیں اپنے قریب بٹھایا' ان کے لیے چادر بچھائی۔ کسی کے لیے اپنی سواری روک لی' کسی کو دیکھ کر مسکرانے کی رَوِش اختیار کیے رکھی' کسی کی نمازِ جنازہ پڑھی' کسی کو اپنے مبارک ہاتھوں سے دفن فرمایا...... اس قسم کے واقعات دلوں پر دستک دیتے ہیں' روحوں کو سرشار کرتے ہیں!

○ حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں فرمایا۔ یہ تمام قریش میں سب سے زیادہ سخی ہیں اور اہلِ قریش کے ساتھ بہت صلۂ رحمی کرتے ہیں۔ مزید فرمایا۔ میرے بزرگوں میں اب یہی باقی رہ گئے ہیں۔

○ حضرت عمران بن طفیل (رضی اللہ عنہ) اپنی قوم کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی بہت عزت کی۔ پھر یہ حضور ﷺ کی خدمت ہی میں رہے اور اسی میں وفات پائی۔ آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور دفن کیا۔

○ حضرت عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) بڑے سخی اور اپنی قوم میں بڑے شریف تھے۔ سب لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ مجھ پر کسی نماز کا وقت اس حالت میں داخل نہیں ہوا کہ میں اس کا مشتاق نہ تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ کے پاس جس وقت وہ حاضر ہوتے' حضور ﷺ ان کا بہت اکرام فرماتے تھے۔

○ ابن مندہ اور ابو نعیم نے لکھا ہے کہ حضرت جندع انصاری (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضور ﷺ ان کو اپنے نزدیک

بٹھالیا کرتے اور ان پر مہربانی فرماتے تھے۔

○ فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اپنے والد ابو قحافہ کو گود میں اٹھا کر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے اور سامنے بٹھادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اگر تم اس بزرگ کو گھر ہی میں رہنے دیتے تو یقیناً ہم خود انھیں دیکھنے کے لیے وہیں آتے۔ پھر حضور ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تم اسلام لاؤ' آتشِ دوزخ سے بچ جاؤ گے۔ وہ اسلام لے آئے۔

○ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے سفر میں حضرت عبدالرحمان بن عوف (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ آنحضرت ﷺ پہنچے تو یہ نماز پڑھا رہے تھے۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر حضور ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ ﷺ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

○ ابنِ اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت رقیہؓ (رضی اللہ عنہ) کی وفات کے بعد حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت اُمِ کلثوم (رضی اللہ عنہ) کا نکاح حضرت عثمانِ غنی (رضی اللہ عنہ) سے کردیا۔ جب ان کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو میں اسے بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے منسوب کردیتا۔

○ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) بدر میں شریک نہ تھے بلکہ حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہ) کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ حضور ﷺ نے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ رکھا اور ثوابِ جہاد میں انھیں شامل قرار دیا۔

○ حضرت میمونہ بنتِ کردم (رضی اللہ عنہ) روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم ﷺ کو مکہ میں دیکھا' آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں درہ تھا۔ میرے والد کردم بن سفیان ثقفی (رضی اللہ عنہ) حضور

ﷺ کے قریب گئے اور آپ ﷺ کا قدم مبارک پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے میرے والد کے لیے اپنی اونٹنی روک لی۔

○ حضرت عبداللہ بن حمزہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ایک بار ہم سب حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پہاڑی کی طرف سے ایک شخص آنے والا ہے جو تمام اہلِ یمن سے بہتر ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس یمن کے اکثر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر شخص کی خواہش ہونے لگی کہ ان کے گھرانے کا فرد ہو کہ وہاں سے حضرت جریر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) برآمد ہوئے۔ انھوں نے آکر حضور ﷺ کو سلام دیا۔ سب صحابہ نے بھی جواب دیا۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی اور فرمایا۔ اے جریر اس پر بیٹھ جاؤ مگر جریر صحابہ کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد چلے گئے تو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ﷺ آج آپ کی جریر کے ساتھ یہ کیفیت کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ اپنی قوم کے بزرگ ہیں جب تمھارے پاس کسی قوم کا بزرگ آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔ حضرت جریر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضور ﷺ انھیں جب دیکھا کرتے تو مسکرا اٹھتے۔ یہ آپ ﷺ کے وصال سے چالیس دن پہلے ایمان لائے۔ کہتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا حضور ﷺ نے کبھی مجھ سے حجاب نہیں فرمایا اور جب مجھے دیکھا تو مسکرادیے۔

○ حضرت نمیر بن خرشہ (رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں شامل تھے جو عبد یالیل کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ ہم نے حضور ﷺ سے جحفہ کے مقام پر ملاقات کی۔ لوگ ہمارے آنے سے خوش ہوئے اور حضور ﷺ نے انھیں ہمارے خیر مقدم کا حکم دیا۔

○ جن صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کو حضور ﷺ نے انھیں اپنی چادر مبارک پر بٹھایا ان میں حضرت اسود بن وہب (رضی اللہ عنہ) بھی شامل ہیں۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ یہ حضور ﷺ کے ماموں تھے۔ ایک بار انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو حضور ﷺ نے فرمایا' اے ماموں چلے آؤ اور ان کے لیے اپنی چادر بچھادی۔ فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔

○ ابنِ اثیر نے حضرت جلیبب (رضی اللہ عنہ) کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کسی غزوے میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ جب آپ ﷺ جنگ سے فارغ ہوئے تو صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم کسی کو موجود نہیں پاتے تو انھوں نے عرض کی کہ فلاں فلاں لوگ نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مگر میں جلیبب (رضی اللہ عنہ) کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ لوگوں نے ان کو تلاش کیا اور حضور ﷺ کو بتایا کہ انھوں نے پہلے سات کافروں کو قتل کیا اور بعد میں شہید ہو گئے۔ ان کا جسم بھی ان سات کافروں کے درمیان تھا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا انھوں نے سات آدمیوں کو قتل کیا اور اس کے بعد کافروں نے ان کو قتل کیا۔ پھر یہی کلمہ دو یا تین بار فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ پھر انھیں حضور ﷺ کے دونوں ہاتھوں پر رکھ دیا گیا۔ ان کے لیے حضور ﷺ کے ہاتھ تخت تھے یہاں تک کہ انھیں دفن کر دیا گیا۔

○ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ علی بن جہم (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد جمعہ کے دن حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ ہم نے عرض کی کہ ہم عبدِ مناف کی اولاد سے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا تم عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے ہو۔ مولانا عبدالشکور فاروقی حاشیے میں لکھتے ہیں کہ "یعنی تم میرے حقیقی بھائی کے مثل ہو۔" آنحضرت ﷺ بھی عبدِ مناف کی اولاد سے تھے۔

○ حضرت جعفر بن ابو طالب (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب یہ حبشہ سے مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ نے انھیں لپٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا: میں نہیں جانتا کہ مجھے اس وقت کس بات کی زیادہ خوشی ہے۔ جعفر کے آنے کی یا فتح خیبر کی۔

○ حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اس نماز میں سات تکبیریں کہیں۔ پھر حضور ﷺ کے پاس جو بھی شہید لایا جاتا' حضور ﷺ اس پر حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ نماز پڑھتے۔ اس طرح آپ ﷺ نے ان پر بہتر نمازیں پڑھیں۔

○ حضورِ اکرم ﷺ ہر قبیلے کا نقیب اسی قبیلہ کے فرد کو مقرر فرماتے تھے۔ لیکن جب بنی نجار کے نقیب حضرت اسعد بن زُرارہ (رضی اللہ عنہ) فوت ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد قبیلے والے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم اب آپ ﷺ ہمارے لیے کوئی نقیب مقرر کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم لوگ میرے ماموں ہو اور میں تمھارا نقیب ہوں۔

○ حضرت بلالِ حبشی (رضی اللہ عنہ) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں جہاد کی غرض سے شام چلے گئے تھے اور وہیں رہتے تھے۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بلال (رضی اللہ عنہ) کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کے لیے آؤ۔ صبح اٹھ کر حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) نہایت رنج کی حالت میں بیدار ہوئے اور مدینہ کی طرف چل پڑے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی قبرِ اقدس پر حاضر ہو کر اپنا منہ قبرِ مبارک پر رکھ کر رونے لگے۔ اتنے میں حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) آ گئے اور اذان کی فرمائش کی۔ حضرت بلالؓ اذان کے لیے

مسجد کی چھت پر چڑھے اور اذان دی۔ شدتِ گریہ کے سبب اذان مکمل نہ کر سکے۔ آواز
سن کر مرد اور عورتیں گھروں سے باہر نکل آئے اور اس دن سے زیادہ رونے والے مرد
اور عورتیں کبھی نہیں دیکھی گئیں۔

○ ایک صحابی جنھیں لوگ خزیمہ بن حکیم اور بعض خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں، ان کے
تذکرے میں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ یہ انصاری نہیں تھے بلکہ یہ قبل از بعثت حضرت خدیجہ
(رضی اللہ عنہا) کے ایک قافلے میں تھے اور اسی قافلے میں حضور اکرم ﷺ بھی
ان کے ہمراہ تھے۔ اس وقت حضرت خزیمہ (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ نے کہا
کہ اے محمد ﷺ میں آپ میں چند ایسی باتیں دیکھتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ جو
نبی سرزمینِ تہامہ میں پیدا ہوں گے، وہ نبی آپ ہی ہیں، میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا
ہوں جب آپ ﷺ کی بعثت کی خبر سنوں گا تو آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو
جاؤں گا۔ مگر یہ فتحِ مکہ کے دن حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ
ﷺ نے انھیں دیکھا اور فرمایا مرحبا المہاجر الاول۔ حضرت خزیمہ (رضی اللہ عنہ)
نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ ﷺ پر ایمان رکھتا تھا اور
بد عہد بھی نہ تھا۔ قرآن پر یقین رکھتا اور بتوں کا منکر تھا مگر اب تک آپ کے پاس آنے
سے اس بات نے روکے رکھا کہ آپ ﷺ کے بعد ہم پر پے در پے قحط پڑے۔

○ حضرت خالد بن عتبہ بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اکابرِ
صحابہ میں سے تھے۔ ان کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ انھیں حضورِ اکرم ﷺ اپنے تمام
اصحاب سے پہلے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ (رضی
اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ایک بار صحابۂ کرام میں صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں اختلاف ہوا تو
حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) بن عتبہ نے کہا کہ میں اس کی تحقیق کیے دیتا ہوں اور وہ فوراً
اجازت لے کر اندر گئے اور باہر آکر ہمیں بتایا کہ یہ عصر کی نماز ہے۔

○ غزوۂ احد ۳ھ میں حضرت رافع بن خدیج کی عمر قریباً ۱۵ برس تھی۔ جنگ میں ان کی
گردن پر ایک تیر لگا۔ انھوں نے تیر نکال لیا مگر ساری عمر کھانسی نہ گئی۔ ان سے حضورِ
اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں تمھاری لئے شہادت دوں گا۔

○ حضرت زید (رضی اللہ عنہ) بن ثعلبہ کے بیٹے نے اپنا تمام مال صدقہ کے لیے حضورِ
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت زید (رضی اللہ عنہ) نے
حضور ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اسی مال پر ان کا گزارا تھا
جو انھوں نے صدقہ کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زید (رضی اللہ
عنہ) کو بلا کر فرمایا کہ تمھارا صدقہ مقبول ہو گیا ہے اور خدا نے تمھارے والد پر میراث
میں واپس کر دیا ہے۔

○ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید بن عمرو بن نفیل (رضی اللہ عنہ) کے بارے
میں فرمایا کہ زید (رضی اللہ عنہ) قیامت کے دن تنہا ایک امت ہوں گے۔

○ حضرت سعد بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو آتا دیکھ کر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا
یہ میرے ماموں ہیں۔ حضور ﷺ نے اس لیے اپنا ماموں فرمایا کہ ان کا قبیلہ بنو
زہرہ حضور ﷺ کا ننھیال تھا۔

○ حضرت عامر بن ابی عامر (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں حضور ﷺ نے حکم دیا
تھا کہ عامر کے لیے اذن طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔

○ حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) بہت بوڑھے تھے۔ یہ حضور ﷺ کے
پاس شہد تحفہ میں لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تم اس کو کہاں سے
لائے ہو۔ کہنے لگے مقام ذی الضلال سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ ذی
الہدیٰ سے لائے ہو۔ ان کا ذکر ابن مندہ اور ابو نعیم نے کیا ہے۔

○ ابو معاویہ عبدالرحمان بن عبد (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے سو

سواروں کے ساتھ رسول خدا ﷺ کے پاس آیا تھا۔ جس وقت ہم لوگ رسولِ خدا ﷺ کے قریب پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا' اے ابو معاویہ' تم آگے آؤ۔

جن کی خواہش کو پورا فرمایا

کتنا بڑا اعزاز ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کا کوئی نام لیوا' آپ ﷺ پر ایمان لانے والا' آپ ﷺ سے محبت کرنے والا' عقیدت و احترام کی انتہاؤں کے ساتھ بارگاہ میں حاضر ہونے والا کوئی شخص کوئی خواہش کرے' کچھ چاہے' کچھ مانگے ------ اور حضور ﷺ اس کی خواہش پوری فرمادیں۔ اللہ اللہ!

○ حضرت شداد بن ثمانہ (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ آپ بنی کعب بن اوس کو ایک تحریر لکھ دیں۔ حضور ﷺ نے ان کو تحریر لکھ دی اور ساتھ ہی حضرت شداد بن ثمانہ کو نماز پڑھانے کی سعادت سونپی۔ ان کا ذکر ابنِ دباغ اندلسی نے کیا ہے۔

○ حضرت سیف بن قیس (رضی اللہ عنہ) اشعث بن قیس کے بھائی تھے۔ ان کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کی۔ یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مجھے اپنی قوم کو نماز کی طرف بلانے کی سعادت سے مشرف فرمادیں۔ حضور ﷺ نے انھیں ان کی قوم کا مؤذن بنادیا۔ یہ مرتے دم تک مؤذن رہے۔ ان کا ذکر ابو موسیٰ نے کیا ہے۔

○ حضرت نعمان بن بینا (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں' ہم لوگ بنو خسیب کے چند افراد کے ساتھ بارگاہ حضورِ اکرم ﷺ میں حاضر ہوئے اور آپ سے چند چیزیں مانگیں۔ حضور ﷺ نے ہماری درخواست قبول فرماکر ہمیں وہ چیزیں عنایت فرمادیں۔

○ حضرت عقبہ بن عامر سلمی انصاری (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے پاس اپنے کم سن بیٹے کو لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی میرے والدین آپ پر فدا ہوں۔ میرے لڑکے کو کچھ دعائیں تعلیم کردیں کہ یہ ان کے وسیلے سے اللہ سے دعا کیا کرے اور اس پر آسانی بھی ہو۔ حضورِ اکرم ﷺ نے دعا تلقین فرمائی۔

○ سرخیلِ منافقین عبداللہ بن اُبَی کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ اپنی قمیصِ مبارک دیں کہ میں اس میں اپنے والد کو کفناؤں اور آپ ﷺ ان کے جنازے کی نماز بھی پڑھائیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت بھی فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ان کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔

○ حضرت عائذ بن سعید (رضی اللہ عنہ) اپنی بیٹی کے ہمراہ حضور ﷺ کے پاس گئے اور عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ آپ ﷺ اپنا دستِ مبارک میرے چہرے پر پھیر دیں اور میرے لیے دعا فرمادیں۔ حضور ﷺ نے ان کی خواہش کو پورا کیا۔

○ ہمدان سے جو وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس میں حضرت مالک بن نمط ہمدانی (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ یہ شاعر تھے۔ انھوں نے نہایت فصیح و بلیغ اشعار سنائے۔ حضور ﷺ نے اہلِ وفد کو ایک فرمان لکھ کردیا جس میں انھیں وہ جاگیریں عطا فرمادیں جو انھوں نے مانگی تھیں۔ حضور ﷺ نے مالک بن نمط (رضی اللہ عنہ) کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔

○ حضرت معصب الاسلمی کہتے ہیں کہ ہماری قوم کا ایک لڑکا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمالیں جن کی آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ حضور

ﷺ نے دریافت فرمایا تمھیں یہ بات کس نے بتائی، کس نے تمہاری رہنمائی کی۔ عرض کیا، میری اپنی سوچ ہے۔ فرمایا اچھا میں تمھاری شفاعت کروں گا۔ تم اس باب میں کثرتِ سجود سے اپنی امداد کرو۔

○ حضرت نعیم بن اوس (رضی اللہ عنہ) اپنے بھائی تمیم الداری (رضی اللہ عنہ) اور چچا زاد ابو ہند (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جس جاگیر کا سوال کیا، حضور ﷺ نے عطا فرمادی۔

○ حضرت ہلال بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں تحفے کے طور پر شہد پیش کیا جو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔ دوبارہ اسی طرح شہد پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اسے صدقات میں شامل کرلیا جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ شہد کا عشر لے کر آئے تھے اور درخواست کی تھی کہ وادی سلبہ ان کی تحویل میں دے دی جائے۔ حضور ﷺ نے یہ درخواست قبول فرمالی۔

○ ممش بن حمیر الاشجعی مسلمانوں کے دشمن تھے۔ بعد میں تائب ہوگئے اور بڑے اچھے طریقے سے تلافیِ مافات کی۔ انھوں نے حضور ﷺ سے گزارش کی کہ ان کا نام بدل دیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا نام بدل کر عبداللہ بن عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کردیا۔ انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ شہادت نصیب ہو اور شہادت کے بعد کوئی ان کو نہ ڈھونڈ سکے۔ یہ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی میت نہ مل سکی۔

○ حضرت زید بن عامر ثقفی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ حضور ﷺ نے حضرت تمیم داری سے فرمایا جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو۔ انھوں نے بیت عینون، مسجد عینون اور مسجد ابراہیم مانگی تو عنایت فرمادی۔ پھر مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا اے زید (رضی اللہ عنہ) جو کچھ

مانگنا ہے مجھ سے مانگو۔ میں نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے امن و ایمان کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے میرے واسطے دعا فرمائی۔

○ حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری (رضی اللہ عنہ) نے ایک خواب دیکھا کہ انھوں نے حضور ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے۔ اس خواب کو سن کر حضورِ اکرم ﷺ ان کے سامنے لیٹ گئے اور فرمایا کہ تم اپنے خواب کو سچا کرلو۔ حضرت خزیمہ (رضی اللہ عنہ) نے حضورِ اکرم ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کرکے اپنے خواب کو سچا کرلیا۔ یہ خزیمہ (رضی اللہ عنہ) وہی ہیں جن کی گواہی کو حضور ﷺ نے دو گواہوں کے برابر ٹھہرایا۔

○ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) جن کا لقب حمار تھا۔ حضور ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ غریب تھے مگر اپنی خواہش کے مطابق کبھی حضور ﷺ کی خدمت میں گھی کی کپی اور کبھی شہد کی کپی ادھار لے کر ہدیہ میں بھیجا کرتے اور جب گھی یا شہد کا مالک ان سے قیمت مانگنے آتا تو اسے لے کر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ اپنے مال کی قیمت مانگتا ہے، اسے دے دیں۔ حضور ﷺ مسکراتے اور قیمت دے دیتے۔ ایک بار حضورِ اکرم کی خدمت میں انھیں اس حالت میں لایا گیا کہ انھوں نے شراب پی رکھی تھی۔ کسی شخص نے کہا کہ ان پر اللہ کی لعنت ہو کیونکہ ان کو اکثر شراب پینے کی وجہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس پر لعنت نہ کرو، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے۔

○ حضورِ اکرم ﷺ تبوک سے واپس آئے تو خارجہ بن حصن (رضی اللہ عنہ) اور حر بن قیس (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور قحط سالی،

تنگیٔ معاش، تکلیف اور قلتِ مال کی شکایت کی اور دعا کی درخواست کی۔ کہا کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کریں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! ہم پر بارش برسا دے، ایسی بارش جو فریاد رسی کرے، سیراب کرے، جلد برسے، دیر نہ ہو، نفع دے اور نقصان نہ کرے۔ یہ بارش رحمت کا سبب ہو، عذاب کا نہیں اور نہ مکانات کے گرنے اور ڈوبنے کا۔ اے اللہ! بارش برسا دے اور ہمیں دشمنوں پر فتح دے۔

○ حضرت سعید بن عبید ثقفی طائفی (رضی اللہ عنہ) کی آنکھ میں غزوہ طائف میں ایک تیر لگا۔ وہ اس تیر کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسولُ اللہ میری اس آنکھ کو خدا کی راہ میں مصیبت پہنچی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں خدا سے دعا کروں اور خدا تمہاری آنکھ واپس کر دے اور اگر چاہو تو اس کے عوض آنکھ جنت میں ہو۔ حضرت سعید نے فرمایا۔ میں جنت میں آنکھ ہونے کو اختیار کرتا ہوں۔

○ حضرت عتبان بن مالک انصاری خزرجی (رضی اللہ عنہ) نابینا ہو گئے تھے یا ان کی بینائی کمزور تھی۔ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے غریب خانے پر تشریف لائیں اور وہاں کسی مقام پر نماز پڑھ دیں تاکہ میں اس مقام کو نماز کی جگہ بنا لوں اور وہیں نماز پڑھا کروں۔ حضور ﷺ ایک بار ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم کس جگہ نماز پڑھتے ہو۔ انھوں نے جگہ بتائی تو حضورِ اکرم ﷺ نے وہیں دو رکعت نماز پڑھ دی۔

○ ایک بار حضور ﷺ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے گھر تشریف لے گئے اور السلام علیکم فرمایا۔ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے آہستہ سے جواب دیا، سلام کے بعد حضور ﷺ واپس چل پڑے۔ حضرت سعد حضور ﷺ کے پیچھے گئے اور عرض کی میں آپ ﷺ کے سلام کو سنتا تھا اور آہستہ سے جواب دے دیتا

تھا تاکہ آپ ﷺ ہم پر زیادہ سلام کریں۔ حضورِ اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ سے نہانے کے لیے کہا۔ آپ ﷺ نے ان کی خواہش پر غسل فرمایا۔ تو حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے آپ ﷺ کو ایک لحاف زعفران یا ورس سے رنگا ہوا دیا۔ جس کو حضور ﷺ نے اوڑھ لیا اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ اے اللہ! اپنی رحمت سعد بن عبادہ کی آل پر نازل کر۔

○ حضرت عس عذری (رضی اللہ عنہ) (یا غفاری) نے حضورِ اکرم ﷺ سے وادی قری میں زمین مانگی، آپ نے انھیں عطا فرما دی۔ اسی وجہ سے زمین کے اس حصے کا نام "بویرہ عس" مشہور ہوا۔

جن کی عیادت فرمائی

○ ایک بار حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کے سامنے سے گزرے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا۔ یہ کیا اچھا بندہ ہے۔ خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ غزوۂ حنین میں حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) بن ولید زخمی ہو گئے تو حضورِ اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان کے زخم پر کچھ پڑھ کر پھونک دیا جس سے وہ اچھے ہو گئے۔ حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) بن ولید کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ وہ جس ٹوپی کو پہن کر جنگ کرتے تھے، اس ٹوپی میں حضورِ اکرم ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا جس کی برکت سے وہ ہمیشہ فتح حاصل کرتے تھے۔

○ حضرت طلحہ بن براء (رضی اللہ عنہ) جب حضور ﷺ سے ملتے تو وہ آپ ﷺ سے چمٹے جاتے تھے اور آپ ﷺ کے پیروں کو چومتے جاتے تھے۔ پھر

عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ مجھے حکم کریں میں کسی بات میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس بات کو سن کر حضور ﷺ مسکرائے۔ اس وقت حضرت طلحہ بن براء کمسن تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اچھا جاؤ اور اپنے باپ کو ختم کر دو۔ حضرت طلحہ (رضی اللہ عنہ) حکم کی تعمیل کے لیے چل پڑے تو حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں واپس بلایا اور فرمایا کہ میں نے امتحان کے لیے کہا تھا ورنہ میں قطع قرابت کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ ایک بار حضور ﷺ کو حضرت طلحہ کی بیماری کی اطلاع ملی تو سخت سردی اور ابر کے دن کے باوجود عیادت کے لیے گئے۔ واپسی پر فرمایا طلحہ پر موت طاری ہے، جب یہ فوت ہوں تو مجھے بتا دینا کہ میں ان کی نماز پڑھاؤں اور ان کے دفن میں جلدی کرنا۔ حضرت طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے فوت ہونے سے پہلے کہا کہ رات کے وقت حضور ﷺ کو میری وجہ سے تکلیف نہ دینا۔ چنانچہ یہ رات ہی کو دفن کر دیئے گئے۔ صبح حضور ﷺ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! طلحہ (رضی اللہ عنہ) سے اس حال میں ملاقات کر کہ تو انھیں دیکھ کر ہنسے اور وہ تجھے دیکھ کر ہنسیں۔ ابن کلبی لکھتے ہیں کہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

○ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا تو حضور ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اسے فرمایا کیا تو اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ لڑکے نے باپ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا، جو کچھ محمد (ﷺ) تجھے فرما رہے ہیں، وہ کہہ دے۔ اس نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور فوت ہو گیا۔

○ حضرت سعد بن ابو رافع (رضی اللہ عنہ) کی بیماری کا سن کر حضور ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اپنے دستِ مبارک کو ان کے سینے پر رکھا۔ حضرت

سعد (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک کو اپنے دل پر محسوس کیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔ تمھارا دل خراب ہو گیا ہے۔ تم طبیب حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ اور وہ عجوہ مدنی کو گٹھلیوں سمیت پیس کر تمھارے سینے پر مَل دے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ یہ سعد بن ابی وقاص تھے جو مکہ میں بیمار ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور حارث بن کلدہ ثقفی سے فرمایا کہ تم سعد کا علاج کر دو اور حارث نے علاج کیا جس سے سعد کو شفا حاصل ہوئی۔

جن کا علاج فرمایا

حضور ﷺ نے انسانیت کے امراض کا علاج فرمایا، معاشرے کو ہر قسم کی بیماری سے پاک کرنے کی راہیں سُجھائیں، ماحول کو صحت مند بنانے کے طریقے بتائے۔ بُت پرستی، لڑائی جھگڑوں، اخلاقی برائیوں، معاشرتی ناہمواریوں اور دیگر معائب سے لوگوں کو بچا کر روحانی تندرستی کا حامل بھی بنایا۔ لیکن کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ کوئی صحابی (رضی اللہ عنہ) بیمار ہوئے اور حضور ﷺ نے اپنی توجہ سے یا اپنے لعابِ دہن سے یا دعا سے ان کی بیماری کو دور فرما دیا۔ ایسی چند مثالیں دیکھیں:

○ حضرت شرُحبیل (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ ان کا سر پھٹ گیا اور وہ حضور ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر دم کیا اور اپنا دستِ مبارک اس پر رکھ دیا۔ وہ ٹھیک ہو گئے۔

○ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن احوص (رضی اللہ عنہ) کی والدہ کہتی ہیں کہ ایک عورت اپنے بیمار بیٹے کو حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں لائی۔ سرکار ﷺ نے ایک طشت میں سے پانی لے کر اسی طشت میں کُلّی کر دی، کوئی دعا پڑھ کر اس میں پھونک دی

اور عورت کو فرمایا کہ یہی پانی لڑکے کو پلانا اور اسی میں اسے غسل دینا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کی والدہ کہتی ہیں' میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گئی اور چلو بھر پانی طشت سے لے کر اپنے بیٹے کو پلایا' جس سے عبداللہ نے طویل عمر پائی اور اس عورت سے بعد میں ایک ملاقات میں معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا بھی تندرست ہو گیا تھا۔

○ حضرت محمد بن حاطب بن حارث القرشی الجمحی (رضی اللہ عنہ) چھوٹے سے تھے۔ ان کی والدہ سے پکی ہوئی ہانڈی ان کے ہاتھ پر گری اور ہاتھ جل گیا۔ وہ انھیں حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ پہلا بچہ ہے جو آپ کا ہم نام ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے منہ میں لعابِ دہن ڈالا' سر پر ہاتھ پھیرا' دعا فرمائی اور لعابِ دہن ان کے ہاتھوں پر بھی لگایا۔ اسی وقت ان کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

○ حضرت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کو ان کی والدہ ام جلاس حضور ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئیں۔ اور ان کی بیماری کا حال بتایا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو لیا' کچھ پڑھ کر پھونکا اور اپنا لعابِ دہن بھی ان پر ڈالا۔ وہ ٹھیک ہو گئے۔

○ حضرت زارع بن عامر (رضی اللہ عنہ) حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ان کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ انھوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ہمراہ میرا بیٹا (یا میری بہن کا بیٹا) ہے جو مجنون ہے۔ آپ اس کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو میرے قریب لاؤ اور آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور وہ یوں اچھا ہو گیا کہ تمام وفد میں کوئی اس سے زیادہ سمجھدار نہ تھا۔

○ ابو عمر نے حضرت خبیب بن اساف (رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا ہے کہ بدر کے دن یہ

زخمی ہو گئے۔ جس کی وجہ سے ان کا پہلو جھک گیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کے پہلو پر لعابِ دہن لگایا' ہاتھ پھیرا اور انھیں اٹھا دیا۔ یہ اٹھ کر ٹھیک ٹھاک چلنے لگے۔ انھوں نے عہدِ فاروقی میں وفات پائی۔

○ حضرت ابورہم کلثوم بن حصین (رضی اللہ عنہ) بدر' احد اور بیعت الرضوان میں شریک تھے۔ احد کے دن ان کے سینے میں ایک تیر لگ گیا تھا۔ یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا۔ زخم فوراً اچھا ہو گیا۔ اسی وجہ سے لوگ انہیں منحور کہنے لگے۔ حضور ﷺ نے انھیں دو مرتبہ مدینہ کا قاضی بنایا۔ ایک بار عمرۃ القضا کے موقع پر' دوسری مرتبہ جب آپ طائف اور حنین تشریف لے گئے تھے۔

○ حضرت لقیط بن ارطاۃ سکونی (رضی اللہ عنہ) اہل شام میں سے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے دونوں پیر ٹیڑھے تھے اور زمین سے مَس بھی نہیں کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی تو میں زمین پر چلنے لگا۔

○ حضرت طلق بن قیس (رضی اللہ عنہ) کو ایک بچھو نے کاٹ لیا تو انھیں حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے زخم پہ کچھ پھونک دیا اور ہاتھ پھیر دیا۔ زہر کا اثر زائل ہو گیا۔

○ حضرت فویک (رضی اللہ عنہ) ایک بار سانپ کے انڈوں پر گر پڑے تو ان کی آنکھوں پر اثر ہو گیا۔ آنکھیں بالکل سفید ہو گئی تھیں' کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے کچھ پڑھ کر ان کی آنکھوں پر پھونک دیا تو پوری بینائی نصیب ہو گئی۔ یہاں تک کہ اسی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگا ڈال لیتے تھے' اگرچہ آنکھوں کا رنگ سفید ہی رہا۔

○ حضرت ابو فراس عمرو لیثی (رضی اللہ عنہ) کے والد ان کو اپنے ساتھ حضور

ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے اور ان کے دردِ سر کی حالت بیان کی۔ حضور ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان والی کھال کو پکڑ کر کھینچا تو دردِ سر فوراً جاتا رہا۔

○ حضرت علی ابن الحکم سلمی (رضی اللہ عنہ) کا پیر ٹوٹ گیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے پیر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

○ حضرت عتبہ بن فرقد سلمی (رضی اللہ عنہ) کی بیوی ام عاصم (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ عتبہ (رضی اللہ عنہ) کے جسم سے خوشبو بہت آتی تھی۔ جدھر نکل جاتے تھے، خوشبو کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ ایک بار میں کسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر اپنے دستِ مبارک میں اپنا لعابِ دہن لیا اور میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا۔ اسی وقت سے یہ بے مثال خوشبو میرے جسم میں داخل ہو گئی ہے۔

جن کو بچپن میں گھٹی دی

○ حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) کو حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے کھجور کو چبا کر ان کے تالو سے لگایا۔ "اسد الغابہ" میں ہے کہ سب سے پہلے حضور ﷺ کا لعابِ دہن ان کے پیٹ میں گیا۔

○ حضور اکرم ﷺ نے نیسط بن جابر (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کا نام محمد رکھا اور گھٹی دی۔

○ حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل قریشی (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو انھیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے منہ میں چھوہارا چبا کر

ان کے تالو میں لگا دیا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

○ حضرت ابو لبابہ (رضی اللہ عنہ) عبدالرحمان بن زید بن خطاب (رضی اللہ عنہ) (حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے بھتیجے) کو اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا! یا رسولُ اللہ ﷺ! یہ میرا نواسا ہے۔ حضور ﷺ چھوہارا چبا کر ان کے منہ میں ڈالا۔

○ ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو موسیٰ اشعری تھی۔ یہ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹے کو لے گئے۔ آپ ﷺ نے بچے کے منہ میں لعابِ دہن ڈالا، محمد نام رکھا، کھجور کی گھٹی دی اور فرمایا، اسے لے جاؤ، اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے۔

○ حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کا نام بھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے چھوہاروں کو چبایا، اپنے منہ مبارک سے نکال کر ان کے تالو سے لگا دیا۔ یہ عبداللہ بن ابی طلحہ حضرت ام سلیم بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور خادم رسول ﷺ حضرت انس بن مالک کے اخیافی بھائی تھے۔

○ حضور ﷺ نے حضرت یحییٰ بن خلاد انصاری (رضی اللہ عنہ) کو بھی گھٹی دی۔

جن کا نام رکھا

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت عبداللہ کا نام رکھا اور ان کے والد حضرت عثمان غنی کی کنیت ابو عبداللہ رکھی۔

○ حضرت محمد بن انس بن فضالہ انصاری الظفری (رضی اللہ عنہ) کے والد اور دادا بھی صحابی (رضی اللہ عنہ) تھے۔ یہ ابھی چند ہفتوں کے تھے کہ حضور ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جائے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت

فرمائی۔ نیز فرمایا، اس کا نام میرے نام پر رکھ دو۔ انھوں نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کیا۔

○ حضرت مسرح بن یاسر الجنی (رضی اللہ عنہ) کا نام بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رکھا تھا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے ناشرہ بن سوید الجنی (رضی اللہ عنہ) کو کسی مہم پر روانہ فرمایا۔ بعد میں ان کے بیٹا ہوا، جسے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور ان کا نام مرتع رکھا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابی اسید الساعدی (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کا نام منذر رکھا۔

○ حضرت حفص بن سائب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میرے والد نے بتایا ہے کہ میرا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رکھا تھا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت سنان بن سلمہ بن محبق (رضی اللہ عنہ) کا نام بھی رکھا۔

○ حضرت خلاد بن رافع انصاری (رضی اللہ عنہ) کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اسے حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے کھجور سے اسے گھٹی دیا اور فرمایا، میں اس کا وہ نام تجویز کرتا ہوں جو حضرت یحیٰی علیہ السلام کے بعد اور کسی نے نہیں رکھا۔ چنانچہ یہ یحیٰی بن خلاد (رضی اللہ عنہ) ٹھہرے۔

○ حضرت اسعد بن سہل بن حنیف (رضی اللہ عنہ) کا نام ابھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے نانا حضور اسعد بن زُرارہ (رضی اللہ عنہ) کے نام پر رکھا۔

○ حضرت میسرہ بن مسروق (رضی اللہ عنہ) بنو عبس کے ان نو آدمیوں میں شامل تھے جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر ہوئے۔ ان کا

نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رکھا تھا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت موسیٰ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمرانؓ کے نام بھی رکھے جو حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔

○ حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانثار صحابی تھے۔ یہ اپنے بیٹے کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور محمد نام رکھا۔ محمد بن طلحہ (رضی اللہ عنہ) کی والدہ حمنہ بنتِ جحش (رضی اللہ عنہ) ام المومنین حضرت زینب بنتِ جحش (رضی اللہ عنہ) کی بہن تھیں۔ ایک بار امیر المؤمنین حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے سنا کہ کوئی شخص محمد نامی کسی بچے کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ انھیں بہت برا لگا۔ پورے قبیلے کو جمع کر کے کہا کہ محمد نام کے سب لوگوں کے نام بدل دو، تاکہ اس نام کو کوئی بُرا بھلا نہ کہہ سکے۔ دوسرے نام تو بدل دیے گئے۔ محمد بن طلحہ (رضی اللہ عنہ) وہی ہیں جنھوں نے حضرت فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) سے کہا تھا کہ آپ میرا نام تبدیل نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ نام تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود رکھا تھا۔ چنانچہ یہ محمد بن طلحہ (رضی اللہ عنہ) ہی رہے۔

○ ماناہیہ ایک مجوسی تاجر تھے۔ مدوسے تجارت کے لیے چلے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شہرہ سنا تو مدینۂ منورہ آ گئے اور اسلام لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا نام محمد رکھا اور اپنا دوست اور مقرّب قرار دیا۔

○ ضمرہ بن اسود بن عباد (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے محمد رکھا۔ یہ محمد بن ضمرہ (رضی اللہ عنہ) فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت خنیس (رضی اللہ عنہ) بن ابی سائب

(رضی اللہ عنہ) ربیع بن قارب عبسی (رضی اللہ عنہ)، علی بن ابو رافع (رضی اللہ عنہ) اور یوسف بن عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) کے نام بھی رکھے۔

○ ایک ایرانی النسل صحابی حضرت یزید (رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سفید براق کپڑوں میں ملبوس تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انھیں "زاہر" کا لقب عطا فرمایا۔

جن کا نام تبدیل فرمایا

○ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بیٹا پیدا ہوا تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ان کا نام حرب رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نواسے کو دیکھا تو فرمایا، نہیں، یہ حسن ہے۔ پھر دوسرا بیٹا تولد ہوا تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ان کا نام بھی حرب بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حسین نام رکھ دیا۔ تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو بھی یہی ہوا، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حرب کی بجائے محسن نام رکھا۔ (یہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے)۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ کا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رکھا تھا۔ ان سے کوئی ان کا پہلا نام پوچھتا تو جواب دیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرا نام سفینہ رکھا ہے اور میں اس کے سوا کوئی اور نام نہیں چاہتا۔ حضرت سفینہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ ٹوٹ گئی تو میں ایک تختے پر سوار ہو کر کنارے پر پہنچا۔ وہاں میرا سامنا ایک شیر سے ہوا۔ میں نے شیر سے کہا، راستے سے ہٹ جا کیونکہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا غلام ہوں۔ شیر نے سر جھکا لیا اور لیٹ گیا۔ میں اس کے اوپر سے گزر کر راستے پر چلا گیا۔

○ حضرت ذوہیب بن شغشن (رضی اللہ عنہ) بصرہ میں رہتے تھے۔ انھوں نے حضور صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ تین جہاد کئے تھے ان کا مشہور نام کلاح تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کلاح سے بدل کر ذوہیب رکھ دیا۔

○ حضرت ذوہیب بن کلیب بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

○ حضرت یزید بن قیس انصاری (رضی اللہ عنہ) کو غزوۂ احد میں بارہ زخم آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا نام "شجاع" رکھ دیا۔ یہ شجاع بن قیس (رضی اللہ عنہ) حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) کی کمان میں خیبر کے معرکے میں شہید ہوئے۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبدالعزیٰ بن بدر بن .بعجہ کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔ ان کی کنیت ابو بعجہ تھی۔ یہ فتح مکہ میں قبیلہ جہینہ کے علم بردار تھے۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبدالحارث بن حکیم کا نام پوچھا اور تبدیل فرما کر عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انھیں قوم کے صدقات کا عامل بنا دیا۔

○ حضرت سعید بن یربوع (رضی اللہ عنہ) فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ ان کا نام حرم یا صدم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا نام سعید رکھ دیا۔ اور پھر فرمایا ہم میں سے کون بڑا ہے میں یا تم انھوں نے نہایت خوبصورت انداز میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھ بڑے اور بہتر ہیں اور میں پیدائش میں آپ سے پرانا ہوں۔

○ حضرت ذکوان بن جُندُب بن کعب کا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ناجیہ رکھا۔

○ حارث بن عمرو انصاری (رضی اللہ عنہ) کے ایک ماموں کا نام قلیل تھا۔ حضور ﷺ نے کثیر کر دیا۔

○ غافل بن بکیر کا نام ان کے مسلمان ہونے پر حضور ﷺ نے عاقل رکھ دیا۔

○ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ راشد بن حفص (رضی اللہ عنہ) کا نام پہلے "ظالم" تھا' کلبی کا قول ہے "قرضاب" تھا۔ حضور ﷺ نے تبدیل کر دیا۔

○ حبیب بن مروان کے بیٹے ایک وفد میں حاضر ہوئے' حضور ﷺ نے ان کا نام "بعیض" کے بجائے حبیب کر دیا۔

○ قبیلہ داری کے جو لوگ وفد کی صورت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کے لیے خیبر کے مالِ غنیمت سے پچاس وسق کا حکم دیا تھا' ان میں ایک طیب بن بر تھے۔ حضور ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔

○ حضور ﷺ کے ایک چچازاد بھائی کا نام پہلے عبدِ شمس تھا۔ حضور ﷺ نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا۔ یہ حارث بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے تھے۔

○ عروہ بن مالک بن شداد کا نام حضورِ اکرم ﷺ نے عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھا۔

○ قیس ہوزنی سلمی کا نام عصیہ تھا' حضور ﷺ نے تبدیل کر کے عصمہ (رضی اللہ عنہ) کر دیا۔

○ عاصی نامی ایک صاحب کا نام حضور ﷺ نے مطیع (رضی اللہ عنہ) کر دیا۔

○ حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) کا پہلا نام حزن تھا

○ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا پہلا نام عبدا لکعبہ تھا' حضور ﷺ نے عبداللہ رکھا

○ حضرت سراج (رضی اللہ عنہ) حضرت تمیم داری (رضی اللہ عنہ) کے غلام تھے۔ حضرت تمیم داری نے مسجدِ نبوی ﷺ میں روغنِ زیتون کی قندیل جلائی تھی اور لوگ اس میں کھجور کی شاخیں روشن کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے

مسجد نبوی ﷺ کو اس طرح روشن دیکھ کر فرمایا کہ کس شخص نے میری مسجد میں چراغ روشن کیے ہیں۔ حضرت تمیم داری نے عرض کی' میرے اس غلام نے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے غلام کا نام پوچھا۔ حضرت تمیم نے بتایا یہ فتح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: ان کا نام سراج ہے۔ حضرت سراج نہایت فخر سے کہتے تھے کہ میرا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے رکھا ہے۔

○ عبداللہ بن ابی بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کا نام حباب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ان کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ حضرت عبداللہ بن عبدالمدان (رضی اللہ عنہ) کا نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے عبدالحجر کی جگہ عبداللہ رکھا تھا۔

○ حضرت عتبہ بن ندر سلمی (رضی اللہ عنہ) کا نام عتلہ تھا' بعض کہتے ہیں نشبہ تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے تبدیل کر دیا۔

○ حضور ﷺ کے پاس عبدالعزیٰ ابن ربعہ جہنی آئے تو آپ ﷺ نے ان کا نام غنم (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ عبداللہ بن اُبَی بن سلول کے بیٹے کا نام حباب تھا' حضور ﷺ نے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کر دیا۔

○ حکم بن سعید بن عاص کا نام بھی عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھا

○ ذوالجباوین (رضی اللہ عنہ) کا نام عبدالعزیٰ تھا' حضور ﷺ نے عبداللہ کر دیا

○ عبداللہ بن اصرم (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی نظرِ کرم سے پہلے عبدِ عوف تھے۔

○ حضرت مطاع بن عبدالرحمان بن شمی (رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس آئے ان کا نام مسعود تھا۔ آپ ﷺ نے انھیں فرمایا۔ تم اپنی قوم کے

مطاع (امیر) ہو۔ تم ان میں واپس جاؤ کہ جو بھی میرے علم کے نیچے پناہ لے گا' وہ عذاب سے بچ جائے گا۔ حضرت مطاع نے اپنی قوم کو جاکر بتایا اور وہ سب جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

○ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے چچازاد بھائی کا نام عاصی تھا۔ آپ ﷺ نے بدل کر مطیع (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت سبرہ (رضی اللہ عنہ) بن ابو سبرہ کے والد سے پوچھا کہ تمہارے لڑکوں کے کیا نام ہیں۔ انہوں نے کہا سبرہ' حارث اور عبدالعزیٰ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبدالعزیٰ کا نام بدل کر عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔ اور ان کے اور ان کی اولاد کے لیئے دعائے خیر فرمائی۔

○ حضور اکرم ﷺ نے عبد عمرو بن قشیع بن اسیان کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھا۔ درید بن صمہ کے قاتل یہی ہیں۔

○ روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام شیطان تھا' ایمان لایا تو حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھا۔ ان کے والد کا نام قرہ یا قرظ تھا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے محشی بن حمیر کی خواہش پر ان کا نام تبدیل فرماکر عبداللہ بن عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ حضرت مسلم ابورائطہ غزوۂ حنین میں موجود تھے۔ حضور ﷺ نے ان کا نام دریافت فرمایا۔ انھوں نے غراب بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا نام مسلم (رضی اللہ عنہ) ہے۔

○ حضرت مسلم بن عبداللہ ازدی کا نام شہاب تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بدل کر مسلم (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا

○ ایک صحابی کا نام ضجیع تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ (رضی

اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ عبداللہ بن صفوان بن قدامہ (رضی اللہ عنہ) پہلے عبدالعزیٰ تھے۔

○ سواد بن مالک کو حضور اکرم ﷺ نے عبدالرحمان بن مالک (رضی اللہ عنہ) کر دیا

○ ابو اسحاق نے البراء سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص سے اس کا نام دریافت فرمایا' اس نے نعم بتایا تو آپ ﷺ نے اسے بدل کر عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کر دیا۔

○ عبد شمس بن ابی عوف بن عویف حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ بنو غفار کا ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ نے نام دریافت کیا۔ اس نے مہران یا نبہان بتایا۔ آپ ﷺ نے بدل کر مکرم (رضی اللہ عنہ) کر دیا۔

○ حضرت منبعث (رضی اللہ عنہ) کا پہلا نام مضطجع تھا۔ جب یہ ایمان لائے تو آپ ﷺ نے ان کا بدل دیا۔

○ جس قبیلے نے سب سے پہلے اپنی زکوٰۃ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کی' وہ یشکری قبیلہ تھا۔ یہ زکوٰۃ لے کر اعوس بن عمرو آئے تو حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ عبداللات بن الہثیم بن عبداللہ تیمی کے ایمان لانے پر حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ ولید بن ولید بن مغیرہ کے بیٹے (جو خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کے بھتیجے تھے) کا نام بھی ولید تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ ﷺ نے

فرمایا کہ بنی مخزوم ولید نام کو لازم ہی نہ کرلیں۔ اور ان کا نام ولید کے بجائے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ حارث بن مالک حدسی کے بیٹے کا نام جبار تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کا نام عبدالجبار (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ حضور ﷺ نے ابو راشد بن عبد (یا عبید) کا نام عبدالعزیٰ کے بجائے عبدالرحمان اور ان کے غلام کا نام قیوم کے بجائے عبدالقیوم (رضی اللہ عنہ) رکھا

○ حضرت ابو سبرہ (رضی اللہ عنہ) اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعض کہتے ہیں، بچے کا نام عزیز تھا، بعض عبدالعزیٰ اور بعض جبار بتاتے ہیں۔ بہرحال حضور ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمان رکھ دیا۔

○ صرم بن سعید قریشی مخزومی کا نام پہلے صرم تھا۔ حضور ﷺ نے عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔ ابو عمر کہتے ہیں، سعید رکھا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے عبدالعزیٰ بن صفوان بن قدامہ تمیمی کا نام بدل کر عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھا

○ اسی طرح عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن ثعلبہ کا نام بھی عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھا۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

○ جعبل کا نام حضور ﷺ نے تبدیل کر کے عمرو (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا تھا۔

○ حضرت کثیر ابن صلت بن معد یکرب کندی (رضی اللہ عنہ) کا نام پہلے قلیل تھا۔ حضور ﷺ نے اسے تبدیل فرمادیا۔

○ مطیع بن اسود (رضی اللہ عنہ) کا نام پہلے عاصی تھا، حضور ﷺ نے مطیع کردیا۔

○ حضرت ابو ہند کے بھائی کا نام طیب بن عبداللہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

تبدیل فرماکر عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ حضرت صفوان بن قدامہ تمیمی (رضی اللہ عنہ) اپنے بیٹوں عبدالعزیٰ اور عبد نہم کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے بچوں کے نام پوچھے اور بدل کر ان کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اور عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ ایام جاہلیت میں عوام بن خویلد قریشی اسدی کے بیٹے کا نام عبدا لکعبہ تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھا۔ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔

○ عارم بن عیسیٰ بن عقیل کا نام حضور ﷺ نے عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) رکھا

○ عبدالعزیٰ بن بدر بن زید جہنی کا نام حضورِ اکرم ﷺ نے عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) رکھا۔ عبدالعزیٰ بن سنجر بن جبیر غافقی کا نام بھی عبدالعزیز رکھا

○ ذی یزن حمیری کے بیٹے کا نام عزیز تھا، حضور ﷺ نے عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) کردیا۔

○ ابو مغویہ عبدالعزیٰ ازدی کا نام اور کنیت حضور ﷺ نے تبدیل کردی۔ اسے ابو راشد عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) کردیا۔

○ ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) کا نام عبدِ مناف بن عبدالاسد مخزومی تھا۔ حضور ﷺ نے "عبداللہ" فرمادیا۔ ابو موسیٰ نے نامعلوم وجہ سے ان کا ذکر "عبد مناف" کے تحت کیا ہے۔

○ حضرت عبداللہ بن زید بن صفوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کا نام پوچھا۔ انھوں نے عرض کی عبدالحارث۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں تم عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہو۔ اور انھیں ان کی

قوم کے صدقات کا متولی بنادیا۔

○ حضرت عیسیٰ بن عقیل ثقفی (رضی اللہ عنہ) (ابنِ معقل) حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر گئے جس کا نام حازم تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

○ حضور ﷺ نے حازم بن حرام کا نام مطعم (رضی اللہ عنہ) رکھا

○ شہاب بن سعد کو حضور ﷺ نے ہشام (رضی اللہ عنہ) بنایا

○ شہاب بن خرفہ کا حضور ﷺ نے مسلم (رضی اللہ عنہ) اور ان کے والد کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھا

○ اکبر بن حارثی اپنے قبیلے بنی حارث کے مسلمان ہونے کی خبر لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کا نام بشیر (رضی اللہ عنہ) رکھا۔

○ غزوۂ احزاب کے لیے خندق کی کھدائی کے دوران حضور ﷺ نے جعیل کا نام عمر (رضی اللہ عنہ) کردیا

○ احرم اپنے قبیلے شقرہ کے ایک گروہ کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کا نام زرعہ شقری (رضی اللہ عنہ) رکھا۔

○ حضرت حوشب بن طغمہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں 'ایک شخص چالیس آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ وہ سب ایمان لائے۔ حضور ﷺ نے ان کے سردار کا نام عبدِ شر کے بجائے عبدِ خیر (رضی اللہ عنہ) کردیا۔

جن کی کُنیت تبدیل فرمائی

○ حضرت ہانی بن یزید بن نہیک (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابوالحکم تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' حکم تو اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے' اس لیے تم ابوالحکم نہ کہلواؤ۔

تمہارے بیٹے کتنے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا' شریح' مسلم اور عبداللہ۔ شریح بڑا تھا' اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا' تم آج سے ابو شریح ہو۔

○ واقدی نے غزوۂ اُحد کے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت رشید فارسی (رضی اللہ عنہ) بنی معاویہ فارسی کے غلام تھے۔ جنگ میں بنی کنانہ کے خاندان کا ایک آدمی ان کے مقابلے پر آیا اور بطور رجز کے کہنے لگا کہ میں عُوَیف کا بیٹا ہوں۔ حضرت رشید (رضی اللہ عنہ) نے ایک ہاتھ مارا اور اس کے دو ٹکڑے کردیئے اور کہا میں غلام فارسی ہوں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب تھے یہ سنا تو ان سے فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ میں غلام انصاری ہوں۔ اتنے میں حضرت رشید (رضی اللہ عنہ) کا مشرک بھائی ان کے مقابلے پر آیا۔ حضرت رشید (رضی اللہ عنہ) نے اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کے سر کا خود پھاڑ ڈالا اور کہا کہ میں غلام انصاری ہوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اے ابو عبداللہ تم نے بہت اچھا کہا۔ اس دن سے ان کی کنیت ابو عبداللہ ہوئی۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

○ حضرت محمد بن عمرو بن حرم انصاری (رضی اللہ عنہ) کی پیدائش حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے دو سال پہلے ہوئی۔ ان کی والدہ نے ان کا نام محمد رکھا اور ابو سلیمان کنیت رکھی اور اس بات کی اطلاع حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھجوائی تو آپ ﷺ نے ان کا نام یہی رہنے دیا اور کنیت تبدیل فرما کر ابو عبدالمالک رکھ دی۔

○ حضرت صہیب بن سنان (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو یحییٰ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی۔

○ عبدالرحمان بن عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ ان کے والد فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) نے یہ کنیت بدلنا چاہی تو عبدالرحمان نے کہا' اے امیر

المومنین! خدا کی قسم! میری کنیت رسولِ خدا ﷺ نے رکھی ہے۔ چنانچہ کنیت یہی رہی۔

جنھیں گود میں اٹھایا

○ حضرت علی، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت حسین بن علی، حضرت حشرج، حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام اور حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) ان افراد میں شامل ہیں جنھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے گود میں اٹھایا۔

○ حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) کی بہن عاتکہ (رضی اللہ عنہ) کہتی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ جب مکہ میں آئے تو میں آٹھ عورتوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس گئی۔ میرے دونوں بیٹے میرے ساتھ تھے۔ میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! یہ دونوں آپ کے چچا کے بیٹے ہیں اور میں آپ ﷺ کی خالہ ہوں، حضور ﷺ نے میرے چھوٹے بیٹے عمرو بن عتبہ بن نوفل (رضی اللہ عنہ) کو لے کر اپنی گود میں بٹھالیا۔

جن کے سر، چہرے یا سینے پر دستِ مبارک رکھا

○ حضرت ابولبابہ (رضی اللہ عنہ) اپنے نواسے عبدالرحمان بن زید بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو لے کر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے اس سے چھوٹا بچہ نہیں دیکھا۔ پھر چھوہارا چبا کر ان کے منہ میں ڈالا، ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ اس کے بعد عبدالرحمان ہر مجمع میں بلند قامت معلوم ہوتے تھے حالانکہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت چھے برس کے تھے۔

○ حضرت عطا بن یعقوب (رضی اللہ عنہ) ابن سباع کے غلام تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر انھوں نے زندگی بھر اپنے سر کو آسمان کی طرف نہیں

اٹھایا۔

○ حضرت عمرو بن ثعلبہ جہنی (رضی اللہ عنہ) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ یہ ایمان لے آئے تو حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ان کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی مگر جس مقام پر حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک لگا تھا، وہاں کے بال سفید نہ ہوئے۔ بعض لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت عمرو بن علبہ بن وہب انصاری خزرجی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ پیش آیا تھا۔

○ حضرت سلمہ بن عرادہ (رضی اللہ عنہ) کے سر اور چہرے پر حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضو سے بچے ہوئے پانی پر انھوں نے حضرت عینیہ بن حصن سے جھگڑا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لڑکے کو وضو کرنے دو۔ انھوں نے وضو کیا اور جو پانی بچ گیا، اس کو پی گئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے چہرے اور سر پر ہاتھ پھیرا۔

○ حضورِ اکرم ﷺ نے عبد ہلال (رضی اللہ عنہ) کے بچپن میں ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ حضور رسولِ خدا ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک جو میرے دماغ کو پہنچی تھی، وہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ انتقال کے وقت انکے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے مگر سر کے بال اتنے زیادہ تھے کہ کنگھی کرنا دشوار ہوتی تھی۔

○ حضرت سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) کے بڑھاپے میں پیشانی کے بال سیاہ تھے۔ باقی بال اور ڈاڑھی سفید تھی۔ حضرت سائب کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک بار میرے پاس سے گزرے۔ اس وقت میں لڑکوں میں کھیل رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے عرض کی، سائب بن یزید۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس لیے یہ بال کبھی سفید نہیں ہوں

گے۔

○ حضرت انس بن فضالہ بن عدی بن حرام (رضی اللہ عنہ) دو ہفتے کے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بارگاہ میں لے جائے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ (رضی اللہ عنہ) میں ہے کہ ان کی عمر بہت ہوئی۔ سر اور داڑھی کے بال سپید ہو گئے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے جس مقام پر ہاتھ پھیرا، وہ سفید نہیں ہوا۔

○ حضرت حنظلہ بن حزیم (رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ اپنے والد کے ساتھ دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے از راہِ کرم اپنا دستِ مبارک ان کے سر پر پھیرا۔ اس کے نتیجے میں ان کے پاس جس قسم کا مریض یا جانور لایا جاتا، یہ اپنا سر اس مریض انسان یا جانور کے بدن سے لگا دیتے تو اسے فی الفور شفا ہو جاتی۔

○ "دلائل النبوت" میں ہے کہ حضرت ابو زید انصاری (رضی اللہ عنہ) کا نام قیس بن سکن تھا۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنا دستِ مبارک ان کے سر پر پھیرا اور دعا فرمائی کہ اے خدا ان کے حسن و جمال کو ہمیشہ قائم رکھ۔ یہ سو برس سے زائد عمر کے ہو گئے تھے مگر ان کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا، نہ ان کے چہرے پر جھریاں پڑی تھیں۔

○ ایک روایت کے مطابق حضرت یزید بن عدی (رضی اللہ عنہ)، دوسری روایت کی رو سے ان کے بیٹے سلافہ گنجے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد ان کے سر پر بے تحاشا بال اگ آئے، چنانچہ ان کا لقب "ہلب" پڑ گیا۔ پھر اسی لقب سے مشہور رہے۔

○ حضرت ابو محذورہ (رضی اللہ عنہ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ان کے سر کے بالوں کو چھوا تھا اور ان میں برکت کی دعا دی تھی۔ ابن مجریز

نے کہا کہ میں نے ابو محذورہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ آپ کے سر کے بال بہت بڑے بڑے ہیں۔ آپ اپنے بال کیوں نہیں کترواتے۔ کہنے لگے کہ میں ان بالوں کو کبھی نہ کترواؤں گا کیونکہ آپ ﷺ نے ان کو مس کیا اور ان میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔

○ خادمِ رسول ﷺ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بن مالک کے بال حضورِ اکرم ﷺ پکڑا کرتے تھے۔

○ صحابۂ کرام کے مختلف تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ درج صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کے سر پر بھی حضورِ اکرم ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا۔

○ ابو یعقوب یُوسُف بن عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) (گود میں بھی بٹھایا)

○ عبداللہ بن بسر مازنی (رضی اللہ عنہ)

○ عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر (رضی اللہ عنہ)

○ ابو سعید عمرو بن حریث قریشی (رضی اللہ عنہ)

○ عمر بن اخطب انصاری (رضی اللہ عنہ)

○ حشرج (رضی اللہ عنہ)

○ قریط بن ابی رمثہ تمیمی (رضی اللہ عنہ) (زانو پر بھی بٹھایا اور برکت کی دعا دی)

○ حصین بن اوس (رضی اللہ عنہ) (بالوں پر ہاتھ رکھا اور دعا دی)

○ کثیرہ بنتِ سفیان رضی اللہ عنہا کے غلام سعید (رضی اللہ عنہ)

○ فرقد عجلی ربعی (رضی اللہ عنہ) (یا تمیمی عنبری) ان کے بال لمبے تھے، ان پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی

○ حارث بن شریح (رضی اللہ عنہ) (بنی منقرہ کے وفد کے ساتھ آئے تھے)

○ ابو الاغر زیاد بخشی (رضی اللہ عنہ) (گیہوں لاد کر مدینہ طیبہ لائے تو حضور ﷺ

نے صحابہ کو ان سے اچھی طرح معاملہ کی ہدایت فرمائی)

○ سعد بن عائذ (رضی اللہ عنہ) (برکت کی دعا دی اور مسجدِ قبا کا مؤذن بھی بنایا)

○ حدم بن فضالہ (رضی اللہ عنہ) (دعا بھی فرمائی' ایک تحریر بھی عطا فرمائی)

○ یزید بن حمزہ (رضی اللہ عنہ) (دعا بھی فرمائی)

○ زیاد بن خذرہ (رضی اللہ عنہ) (دعا بھی فرمائی)

○ سمعان بن خالد کلابی (رضی اللہ عنہ) (دعا بھی دی)

○ سعد بن بجید (رضی اللہ عنہ) (برکت کی دعا بھی دی)

○ زخی عنبرق (رضی اللہ عنہ)

○ مدلوک ابو سفیان الغزاری (رضی اللہ عنہ)

○ بشیر بن معاویہ بن ثور (رضی اللہ عنہ)

○ عبداللہ ابنِ عباس (رضی اللہ عنہ) (ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن بھی ڈالا)

○ عبداللہ بن ہشام (رضی اللہ عنہ)

○ بشیر بن عشریہ جہنی (رضی اللہ عنہ)

○ سعد بن عتبہ (رضی اللہ عنہ)

○ قرہ بن لیاس (رضی اللہ عنہ)

○ محمد بن انس (رضی اللہ عنہ)

○ مرتح بن ناشرہ بن سوید (رضی اللہ عنہ)

○ رافع بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

○ عطار بن سائب (رضی اللہ عنہ)

○ زہرہ بن معبد (رضی اللہ عنہ)

○ سائب بن اقرع ثقفی (رضی اللہ عنہ)

○ محمد بن حاطب بن حارث (رضی اللہ عنہ)

○ مسریح بن یاسر (رضی اللہ عنہ)

○ عفیف بن حارث کندی (رضی اللہ عنہ)

○ قیس بن یزید (رضی اللہ عنہ)

○ حضورِ اکرم ﷺ نے عامر بن لقیط (رضی اللہ عنہ) کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا

○ حضور ﷺ نے قیس بن سلح انصاری (رضی اللہ عنہ) سعد بن ابو رافع (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے والد قحافہ (رضی اللہ عنہ) کے سینے پر ہاتھ پھیرا

○ حلیس بن زید بن صفوان (رضی اللہ عنہ) قیس بن عاصم بن اسد نمیری (رضی اللہ عنہ) عائذ بن سعید (رضی اللہ عنہ) اور نعیم بن تعتب (رضی اللہ عنہ)' کے چہرے پر حضورِ اکرم ﷺ نے ہاتھ پھیرا

○ حضور ﷺ نے معاویہ بن ثور بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے' وہ تندرست اور صحت یاب ہو جاتا۔

○ قتادہ بن نعمان (رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر حضور ﷺ نے اپنا دستِ اقدس پھیرا' تو ان کے بڑھاپے میں بھی چہرے پر جوانی کا جمال باقی رہا۔ اگرچہ ان کے بدن کے ہر حصے پر ضعیفی کے آثار موجود تھے۔

○ حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ آپ ﷺ گھر کی طرف چل پڑے۔ تو جو بچہ راستے میں ملتا' حضورِ اکرم ﷺ اس کے رخسار کو اپنے دستِ مبارک سے پیار سے چھوتے۔ میرے رخسار کو بھی مس فرمایا۔ میں نے حضور ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اور

خوشبو ایسی پائی گویا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ عطار کے صندوقچے سے نکالا تھا۔

○ حضرت زبیب بن نعیم بن عمرو تمیمی عنبری (رضی اللہ عنہ) وفد بن کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے منہ اور سینے پر ہاتھ پھیرا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ان لڑکوں میں سے تھے جنھیں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) نے آزاد کیا تھا۔

جن کی تعریف فرمائی

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکروں میں جن کے بارے میں یہ روائتیں ملی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کے متعلق کسی نہ کسی انداز میں کوئی تعریفی جملہ ارشاد فرمایا' ان کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے:

○ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' ان کا پاؤں ترازوئے اعمال میں قیامت کے دن اُحُد سے بھی زیادہ وزنی ہو گا)

○ عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) (یہ فوت ہوئے تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی نعش کو بوسہ دیا اور فرمایا' اللہ تم سے درگزر کرے۔ تم اس حال میں اس دنیا سے گئے کہ دنیا کی کسی چیز سے آلودہ نہیں ہوئے)

○ مہاجر بن قنفذ قرشی تیمی (رضی اللہ عنہ) (انھوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے انھیں بہت مارا پیٹا۔ یہ بھاگ کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا' فی الحقیقت تمھی مہاجر ہو)

○ اشج (رضی اللہ عنہ) بنو عبدالقیس سے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا' تم میں وقار بھی ہے اور احساس فرض بھی' اور یہ دونوں خصلتیں اللہ اور رسول ﷺ کو پسند ہیں۔

○ زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے غزوہ بنو مصطلق کے موقع پر عبداللہ بن اُبَی کی سازش کی خبر حضور ﷺ کو دے دی۔ بعض لوگوں نے زید (رضی اللہ عنہ) پر شک کیا۔ سورۂ منافقون کی آیت میں اللہ نے ان کی تصدیق فرمائی تو حضور ﷺ نے زید کو کان سے پکڑا اور فرمایا "لڑکے کا کان سچا تھا"۔

○ معبد بن وہب العبدی (رضی اللہ عنہ) غزوہ بدر میں دو تلواروں سے لڑ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' مجھے بنو عبدالقیس کے جوانوں پر رحم آتا ہے مگر یہ خدا کی زمین پر اس کے شیر ہیں۔

○ مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) غزوۂ احد میں شہید ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا' خدا کا رسول ﷺ اس کا گواہ ہے کہ تم قیامت کے دن شہیدوں میں ہو گے۔ پھر لوگوں سے فرمایا' لوگو! آؤ' ان کی زیارت کرو اور ان پر سلام بھیجو۔ خدا کی قسم! قیامت تک جو شخص انھیں سلام کہے گا' یہ اس کا جواب دیں گے۔

○ مالک بن سنان (رضی اللہ عنہ) ایک دفعہ تین دن بھوکے رہے اور کسی سے کچھ نہ مانگا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا' جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کی پارسائی نے اسے سوال نہ کرنے دیا' وہ مالک (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔ غزوۂ احد میں حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم آیا تو مالک (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ کے خون کو چوس کر نگل لیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا' جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا ہے' وہ مالک بن سنان بن عبید انصاری خزرجی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔

○ ابو الجعد ریوع الجہنی (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' بنو جہینہ دیکھنے میں سخت اور میدانِ جنگ میں آگے آگے چلنے والے ہیں)

○ ابو مریم نذیر الغسانی (رضی اللہ عنہ) (حضور ﷺ نے ان کی تیر اندازی کی تعریف فرمائی)

○ علی بن ابو طالب (رضی اللہ عنہ) (حضور ﷺ نے وہب بن حمزہ کوفی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا' علی میرے بعد تم میں بہترین آدمی ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی علالت کے دوران سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا' تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے تمام اہل زمین کی طرف متوجہ ہوا تو ان میں سے تیرے باپ کو پسند کیا۔ پھر دوسری بار متوجہ ہوا تو تیرے شوہر کو پسند کیا اور میری طرف وحی کی کہ میں اس سے تیرا نکاح کر دوں)

○ ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے۔ ہماری امت کے امین ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) ہیں)

○ عبداللہ بن عمرو بن حرام (رضی اللہ عنہ) (حضور ﷺ نے ان کے بیٹے جابر (رضی اللہ عنہ) کو خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی سے پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے مگر اس نے تمھارے والد سے بالمشافہہ باتیں کی ہیں)

○ ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' جس آدمی کے دل میں خواہش پیدا ہو کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کی والدہ جناب مریم (علیہا السلام) کی زیارت سے فیض یاب ہو' وہ ابوذر کو دیکھ لے)

○ ابو عمرو نعیمان بن عمرو (رضی اللہ عنہ) (شراب پینے کے جرم میں لائے گئے اور سزا ملی تو کسی نے انھیں کہا' تم پر خدا کی پھٹکار۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ایسا مت کہو' یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں)

○ عبادہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) (ان سے شعر سن کر حضور ﷺ نے فرمایا' شاعروں میں جو لوگ اچھے سمجھے جاتے ہو' تم انھی میں سے ہو)

○ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) و عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) (عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) راوی ہیں' حضور ﷺ نے فرمایا کہ آسمان میں میرے دو وزیر ہیں' جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام۔ اور اہلِ زمین میں سے میرے دو وزیر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں)

○ عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' اللہ کے یہاں ان کے لیے بہت بھلائی ہے)

○ عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' جو شخص عمار (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی رکھے' اللہ اس سے دشمنی رکھے۔ جو شخص عمار (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا ہو' اللہ اس کو اپنا مبغوض بنادے)

○ زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' ہر نبی ﷺ کے کچھ حواری ہوا کرتے ہیں' میرے حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہیں)

○ زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) (غزوۂ خندق میں مٹی اٹھاتے دیکھ کر فرمایا' زید بہت اچھا لڑکا ہے۔ ایک بار صحابہ (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا' زید (رضی اللہ عنہ) تم سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے ہیں)۔

○ بشر بن ہلال عدی' عدی بن حاتم' سراقہ بن مالک جعشمی اور عروہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں ارشاد ہوا کہ یہ چار آدمی اسلام کے سردار ہیں۔

○ عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' جس طرح میں آخر الانبیاء ہوں' تم آخر المہاجرین ہو)

○ عبداللہ بن انس (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' یا اللہ! میں بنی عامر کے ساتھ بھلائی کرنے کے سوا' اور کچھ نہیں چاہتا)

○ طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) (احد کے دن انھیں طلحۃ الخیر پکارا' تبوک میں طلحۃ الفیاض فرمایا اور حنین کے دن طلحۃ الجود فرمایا)

○ ضحاک بن سفیان (رضی اللہ عنہ) (انھیں سو آدمیوں کے برابر فرمایا)

○ شماس بن عثمان (رضی اللہ عنہ) (احد کے دن فرمایا' میں نے شماس کی طرح لڑائی میں کسی کو نہیں پایا)

○ سالم بن ابو حذیفہ (رضی اللہ عنہ) (ان کے بارے میں فرمایا' خدا کا شکر ہے جس نے تمھیں میری امت میں کیا)

○ سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' سعد (رضی اللہ عنہ) غیرت مند آدمی ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور مجھ سے زیادہ اللہ غیرت مند ہے)

○ سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہ) (غزوہ ذی قرو میں فرمایا' ہمارے آدمیوں میں سلمہ (رضی اللہ عنہ) بہتر ہیں)

○ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ (رضی اللہ عنہ) (انھیں فرمایا "مرحبا بالراکب المہاجر")

○ خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) (فرمایا' اچھا آدمی ہے۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے)

○ سہیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) (ابھی ایمان نہیں لائے تھے کہ ان کے بارے میں فرمایا' کوئی شخص انھیں سختی کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ زندگی کی قسم' وہ عقل مند اور شریف آدمی ہیں' اسلام سے جاہل نہیں رہ سکتے)

○ فرمایا' ہر نبی کے سات نجیب' وزیر اور رفیق ہوتے ہیں' مجھے چودہ دیے گئے ہیں: حمزہ' جعفر' ابو بکر' عمر' علی' حسن' حسین' ابن مسعود' سلمان' عمار' حذیفہ' ابوذر' مقداد اور بلال (رضی اللہ عنہم)

○ ابو بکر' عمر' ابو عبیدہ' اسید بن حضیر' ثابت بن قیس' معاذ بن جبل' معاذ بن عمرو بن جموح (رضی اللہ عنہم) کے متعلق ایک ایک کا نام لے کر فرمایا' کیا اچھے مرد ہیں۔

○ خالد بن ولید' عمرو بن عاص' طلحہ بن ابی طلحہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایمان

لانے کی نیت سے آ رہے تھے کہ حضور ﷺ نے انھیں دور سے آتے دیکھ کر صحابہ سے فرمایا: مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھاری طرف پھینک دیے ہیں۔

جن کو دعا دی

جن صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو حضور اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر' ان کے حالات اور ضرورت کے مطابق' دعا سے نوازا ہے' ان کے نام درج ذیل ہیں:

○ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) (اللہ! اسلام کو عمر (رضی اللہ عنہ) سے عزت دے)

○ زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) (ان کی تلوار کے لیے دعا فرمائی)

○ ابو زید قیس بن سکن انصاری (رضی اللہ عنہ) (ان کے حسن و جمال کے لیے دعا فرمائی۔ چنانچہ سو برس سے زیادہ ہونے کے باوجود ان کے چہرے پر جھریاں نہ پڑیں اور بال سفید نہ ہوئے)

○ مالک الرواسی (رضی اللہ عنہ) (مغفرت کی دعا فرمائی)

○ یاسر بن سوید الجہنی (رضی اللہ عنہ) کے نومولود بیٹے کو دیکھ کر دعا فرمائی: یا اللہ! تو ان لوگوں میں مردوں کی تعداد بڑھا اور عورتوں کی تعداد کو کم کر اور ان میں کوئی مفلس نہ ہو۔

○ "شرف النبی ﷺ" میں ہے' انصار کا ایک غلام بچہ حضور ﷺ کے جوتے اٹھاتا' اپنے کپڑے سے صاف کر کے پہناتا تھا۔ استفسار پر اس نے کہا' میں نے دل میں سوچا کہ اس طرح آپ مجھ سے خوش ہوں گے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ خدایا! اس بچے نے میری خوشنودی کے لیے سب کچھ کیا ہے' تو اسے دنیا و آخرت میں خوش رکھ!

○ سمعان بن خالد (رضی اللہ عنہ)

○ ایک بار حضور ﷺ نوافل پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہ)

بچے تھے۔ یہ بھی نیت باندھ کر پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ سے کھینچ کر برابر کھڑا کیا مگر یہ پھر پیچھے ہٹ گئے۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ میں آپ کے برابر کس طرح کھڑا ہو سکتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے علم و فہم کے زیادہ ہونے کی دعا دی۔ ایک بار ان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور فرمایا۔ اے اللہ! اس کو حکمت تعلیم کر!

○ حنیفہ بن حزیم (رضی اللہ عنہ) (ان کے بیٹے کو دیکھ کر دعا دی کہ اللہ تمہیں اس لڑکے میں برکت دے)

○ جعیل بن زیاد ؓ کے کمزور اور لاغر گھوڑے کو دعا دی اور درہ جو ہاتھ میں تھا' اسے لگایا۔ وہ کہتے ہیں' اس کے بعد گھوڑا اس قدر تیز ہو گیا کہ مجھے اسے قابو کرنے میں دقت ہوتی تھی۔

○ جریر بن عبداللہ ؓ (فرمایا' اے اللہ! اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے)

○ حیدہ بن محرم ؓ اور رووان بن محرم ؓ

○ ابو سبرہ ؓ اور ان کی اولاد کے لیے دعا فرمائی

○ سائب بن عبدالرحمان ؓ (دعا کی برکت سے ان کی عمر ۹۴ سال ہوئی)

○ سالم بن حرملہ ؓ

○ علی المرتضیٰ ؓ (دعا کی' اے اللہ اس شخص سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ اور اس سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے)

○ عباد بن بشیر ؓ (دعا فرمائی' یا اللہ! عباد پر اپنی رحمت نازل کر)

○ ضمرہ بن ثعلبہ ؓ (دعائے مغفرت فرمائی)

○ طہفہ بن زہیر نہدی ؓ (ان کے کہنے پر ان کے قبیلے کے لیے دعا فرمائی)

○ عنیبہ بن عاصم ؓ اور ظہیر بن سنان ؓ (دعائے برکت فرمائی)

○ سعد بن مالک ؓ (دعا کی کہ اے اللہ! سعد تجھ سے جو دعا کرے' قبول فرمالیا کر)

○ سلمہ بن ہشام ؓ (مشرکین کے ظلم سے نجات کی دعا فرمائی)

○ عیاش بن ابی ربیعہ ؓ ابو جہل اور حارث کی قید میں تھے تو حضور ﷺ ان کی رہائی کی دعا مانگا کرتے تھے

○ عبداللہ بن بسر مازنی ؓ

○ عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر ؓ

○ قرہ بن اعموص نمیری ؓ

○ قیس بن عاصم بن اسد نمیری ؓ

○ قیس بن سلع انصاری ؓ اپنے حصے کے مال کو اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ان کے بھائیوں نے شکایت کی مگر حضور ﷺ نے فرمایا' قیس! اتم خوب خرچ کرو' اللہ تمہیں زیادہ دے گا۔ اس کے بعد پورے قبیلے میں ان کے برابر مال کسی کے پاس نہ پایا گیا۔

○ قرہ بن ایاس مزنی ؓ

○ غرفہ ازدی ؓ (خرید و فروخت میں برکت کی دعا دی)

○ ابو سعید عمرو بن حریث قریشی مخزومی ؓ (خرید و فروخت میں برکت کی دعا کے سبب یہ کوفہ میں سب سے مالدار ہو گئے)

○ ہشام بن عاص مخزومی ؓ (دعا کی: اے اللہ! تو اس کے دل سے کینہ اور حسد کو دور فرما)

○ مرداس بن مالک ؓ

○ معاویہ بن حر ؓ (یا اللہ! اسے ہادی اور مہدی بنا کہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں)

○ معرض بن معیقیب ؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے مکہ کے ایک مکان میں اہل یمامہ کے ایک بچے کو دعا دی۔

○ مدلوک ابو سفیان الغزاری ؓ

○ منقع بن مالک ؓ (وفات کی خبر سن کر دعا دی)

○ عمرو بن اخطب انصاری ؓ (اے اللہ! اس کو جمال عطا کر)

○ عُروہ قیشری ؓ

○ عامر بن لقیط ؓ

○ طارق بن علقمہ ؓ

○ امام حسن ؓ

○ امام حسین ؓ

○ عبّاس بن عبد المطلب ؓ کے بیٹے

○ نقادہ اسدی ؓ

○ عبد اللہ بن قرہ بن نہلیک ہلالی ؓ

○ عبد اللہ بن ہشام بن عثمان قریشی تیمی ؓ

○ عبد اللہ بن عبد ہلالی ؓ

○ عائذ بن سعید ؓ

○ زید بن عامر ثقفی ؓ

○ خارجہ بن حصین (قحط سالی، تنگیٔ معاش اور قلّتِ مال دور کرنے کی دعا فرمائی)

○ سعد بن عبادہ ؓ

○ حشرج ؓ

○ طلحہ بن براء (ان کی قبر پر دعا فرمائی: یا اللہ! طلحہ سے اس حال میں ملاقات کر کہ تو اسے

دیکھ کر ہنسے، یہ تجھ دیکھ کر ہنسے)

○ عبد اللہ بن حارث بن نوفل ؓ

○ عامر بن اکوع ؓ

○ قریط بن ابی رمثہ ؓ

○ عبد الرحمان بن زید بن خطاب ؓ

○ حصین بن اوس ؓ

○ مخدم بن فضالہ ؓ

○ سعد بن عائذ ؓ

○ جلیس بن زید بن صفوان ؓ

○ یزید بن حمزہ ؓ

○ زیادہ بن خزرہ ؓ

○ سمعان بن خالد کلابی ؓ

○ سعد بن بجیر ؓ

○ حکم بن حزن ؓ اور ان کے ساتھی

○ وائل بن حجر حضرمی ؓ

جن کی تکفین / تدفین فرمائی

○ حضرت عبد اللہ ذوالبجادین ؓ فوت ہوئے تو حضورِ اکرم ﷺ ان کی قبر میں اترے۔ شیخین (حضرت ابوبکر ؓ و حضرت عمر ؓ) نے ان کی نعش حضور ﷺ کو پکڑائی اور آپ ﷺ نے ان کی نعش کو لحد میں رکھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے خواہش ظاہر کی کہ کاش 'اس قبر میں' میں ہوتا۔
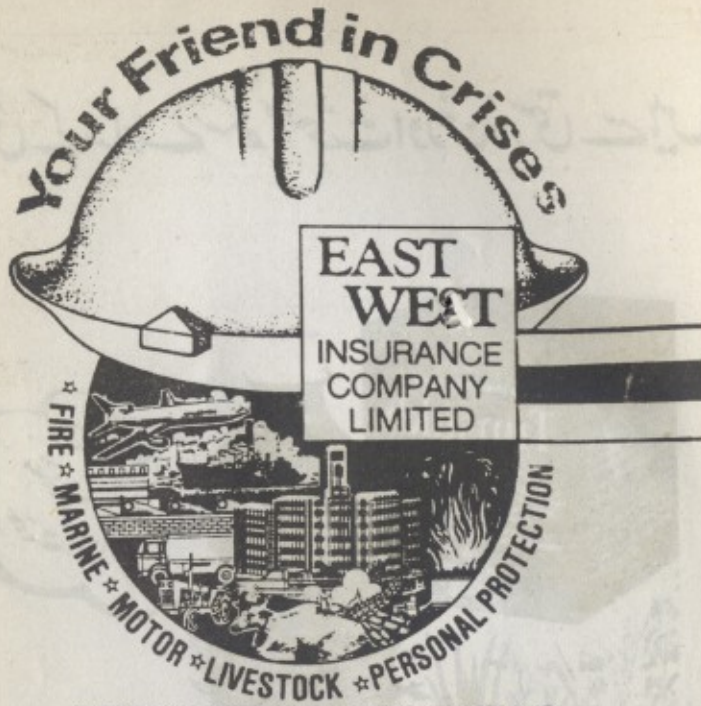
○ حضور ﷺ کے نواسے عبداللہ بن عثمان ؓ چھے برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ ﷺ ان کی قبر میں خود اترے

○ حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب ؓ کو اپنی قمیصِ مبارک میں کفن دیا اور فرمایا کہ یہ سعید تھے' انھیں سعادت نے اٹھالیا۔

○ حضرت اسود حبشی ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ حضور ﷺ نے جنت کی خوشخبری سنائی تو انھیں شادیٔ مرگ ہو گئی۔ آپ ﷺ نے انھیں خود قبر میں رکھا اور دفن فرمایا۔

Monthly NAAT Lahore

CPL 106